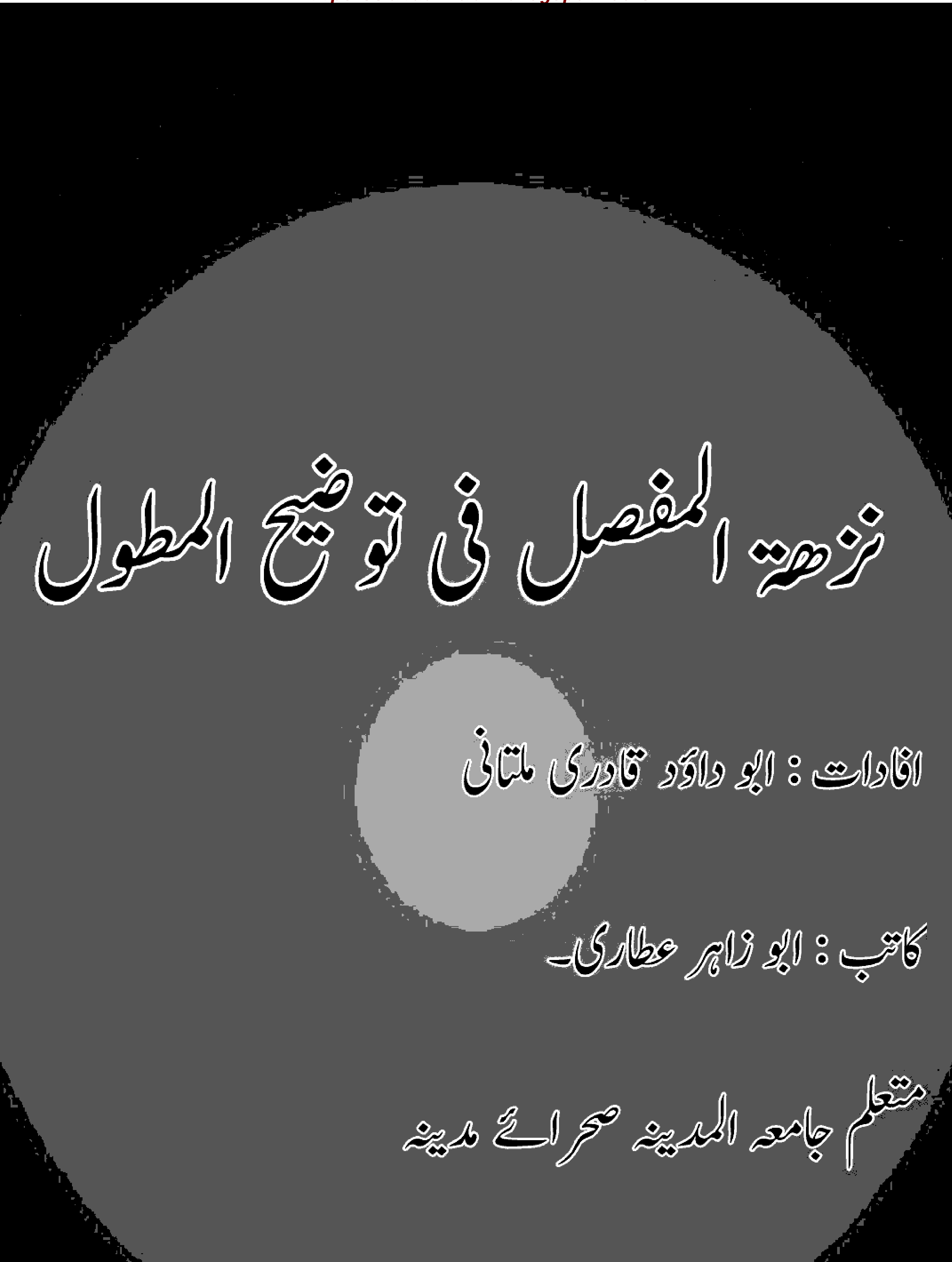

نزھۃ المفصل فی توضیح المطول
افادات : ابو داؤد قادری ملتانی
کاتب : ابو زاہر عطاری۔
متعلم جامعہ المدینہ صحرائے مدینہ

الھمم: یہ الھمام سے ہے اور اس سے مراد اعلام سمجھانا ہے

حقائق: یہ حقیقت کی جمع ہے اس سے مراد مسائل ہیں کیونکہ ہر علم کی حقیقت اسکے مسائل ہوتے ہیں

دقائق: یہ دقیقہ کی جمع ہے دقیقہ اسکو کہتے ہیں جو من کل الوجوہ پوشیدہ ہو معنی ہوگا پوشیدہ امور کا بیان

بدائع: یہ بدیعۃ کی جمع ہے بدیع عجیب و غریب شے کو کہتے ہیں

الایادی: یہ جمع الجمع ہے اور یہ ایدی کی جمع ہے اور ایدی ید کی جمع ہے اس سے مراد نعمتیں ہیں اور یہ مجاز مرسل کے قبیل سے ہے یہاں ید بول کر نعمتیں مراد لی گئی ہیں مناسبت یہ ہے کہ نعمتیں ہاتھ سے دی جاتی ہیں لہذا لہذا ید بول کر نعمتیں مراد لی ہیں

روائع: یہ رائع کی جمع ہے یا پھر رائعۃ کی جمع ہے اگر رائع کی جمع ہو تو معنی ہوگا عجیب شے اگر رائعۃ کی جمع ہو تو معنی ہوگا بڑھ حسن والی شے

النقش: اس کا معنی پختہ کرنا ہے اور اس کا معنی پرونا بھی ہے

نظام العالم: عالم کے امور

المحال: حال سے مراد مقام ہے

اورد: اس سے مراد اٹھا لینا ہے

برافتہ: اس سے مراد رحمت ہے

فرق: یہ فرقے کی جمع ہے مراد جماعت ہے

ترجمہ۔

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے جس نے ہمیں معانی کے مسائل سکھائے اور پوشیدہ چیزوں کا بیان سکھایا اور ہمیں خاص فرمایا عجیب وغریب نعمتوں کے ساتھ اور بڑھنے والے احسان کے ساتھ اس نے بکثرت فرما دیا اپنی حکمتوں کے ساتھ عالم کے امور کو اس کے مطابق جو مقام تقاضا کرتا تھا اور لوگوں کی حاجتوں کو ڈال دیا اپنی رحمت کے ساتھ انعام و فضل کے راستوں میں

اعتراض:

جمع الجمع الایادی کی جگہ ید کیوں نہیں لائے؟

جواب۔

جمع الجمع الایادی اس وجہ سے لائے کہ عرب والے الایادی بول کر نعمتیں مراد لیتے ہیں نہ کہ ید بول کر نعمتیں مراد لیتے ہیں

اعتراض: احسان کو مفرد کیوں لائے حالانکہ پیچھے جمع الجمع لائے ہیں؟

جواب۔ رعایت سجع کی وجہ سے مفرد لائے ہیں یا پھر اس وجہ سے کہ احسان مصدر ہے اور مصدر اسم جنس ہوتا ہے اور اسم جنس کا اطلاق قلیل و کثیر پر ہوتا ہے لہذا یہ جمع کو بھی شامل ہے

نبع	نکلنا
ضیفی	اصل
السماحة	سخاوت
دوحة	بہت بڑا درخت
اللسن	فصاحت
تلالا	چمکنا
غرة	پیشانی
اشرق	روشن ہوا
اضمحل	زائل ہونا
دجی	تاریکی
لمع	چمکنا

ترجمہ

درود ہو اسکی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو شرافت میں
ان سینا جو شرافت و سخاوت کی اصل سے نکلے اور
بلند ہیں ان سے جو فصاحت و بلاغت کے شجرہ
عظیمہ سے ظاہر ہوئے اور آپ کی آل و اصحاب
پر جن کے ذریعے حق کی پیشانی چمکی اور دین کے
راستے روشن ہوئے اور باطل کی تاریکی زائل
ہو گئی اور یقین کا نور روشن ہوا

عبارت

وبعد فإن أحق الفضائل بالتقديم وأسبقها في استيجاب
التعظيم هو التحلي بحقائق العلوم والمعارف
والتصدي للإحاطة بما في الصناعات من النكت
واللطائف لا سيما علم البيان المطلع على نكت
نظم القرآن فإنه كشاف عن حقائق التنزيل لأنه
مفتاح لدقائق التأويل فائق تبيان لدلائل الإعجاز
وأسرار البلاغة غدا إيضاح لمعالم الإعجاز وآثار الفصاحة
تلخيص لفوائد مشكل كتاب الله ومعضلة تعريض
للفروض على فرائد مجمله ومفصله قواعده كافية
في ضوء المصباح إلى أنوار التأويل موارده
شافية عن الصحاب الأكابر إلى أسرار التنزيل
به ظهر لباب آثار تراكيبه وصفا منه
عذب عباب بحار أساليبه وصفا شعره
لا يدرك الواصف المطري خصائصه
وإن يك سابقا في كل ما وصفا

السما	لا جنس کا ہے سما بمعنی متکلم کے ہے اور ما زائدہ ہے مراد الیس ہے
بالتقدیم	مصدر ہے اسبقھا احسن
استجاب	استحقاق مفتاح چابی
تحلی	حلی سے ہے بمعنی مزین ہونا
معارف	معرفۃ کی جمع ہے
لطائف	لطیفۃ کی جمع ہے بمعنی عجیب و غریب
تصدی	اقدام کرنا
صناعات	صنعۃ کی جمع ہے اصطلاحی طور پر علم مدون کو صناعات کہتے ہیں
نکت	نکتۃ کی جمع ہے اصطلاحا ایسا پوشیدہ امر ہے جو دقت نظر سے معلوم ہوتا ہے
کشاف	یہ اسم مبالغہ ہے کشف بمعنی خوب کھولنے والا
تنزیل	قرآن
لائق	کشاف کی صفت ہے بمعنی معجب
دقائق	دقیقہ کی جمع ہے
فائق	
تبیان	
ایضاح	
غوامض	
مطوی	
فصائحہ	

وان یک

معضلہ

غوص

مجملہ

مواردہ

شہاب

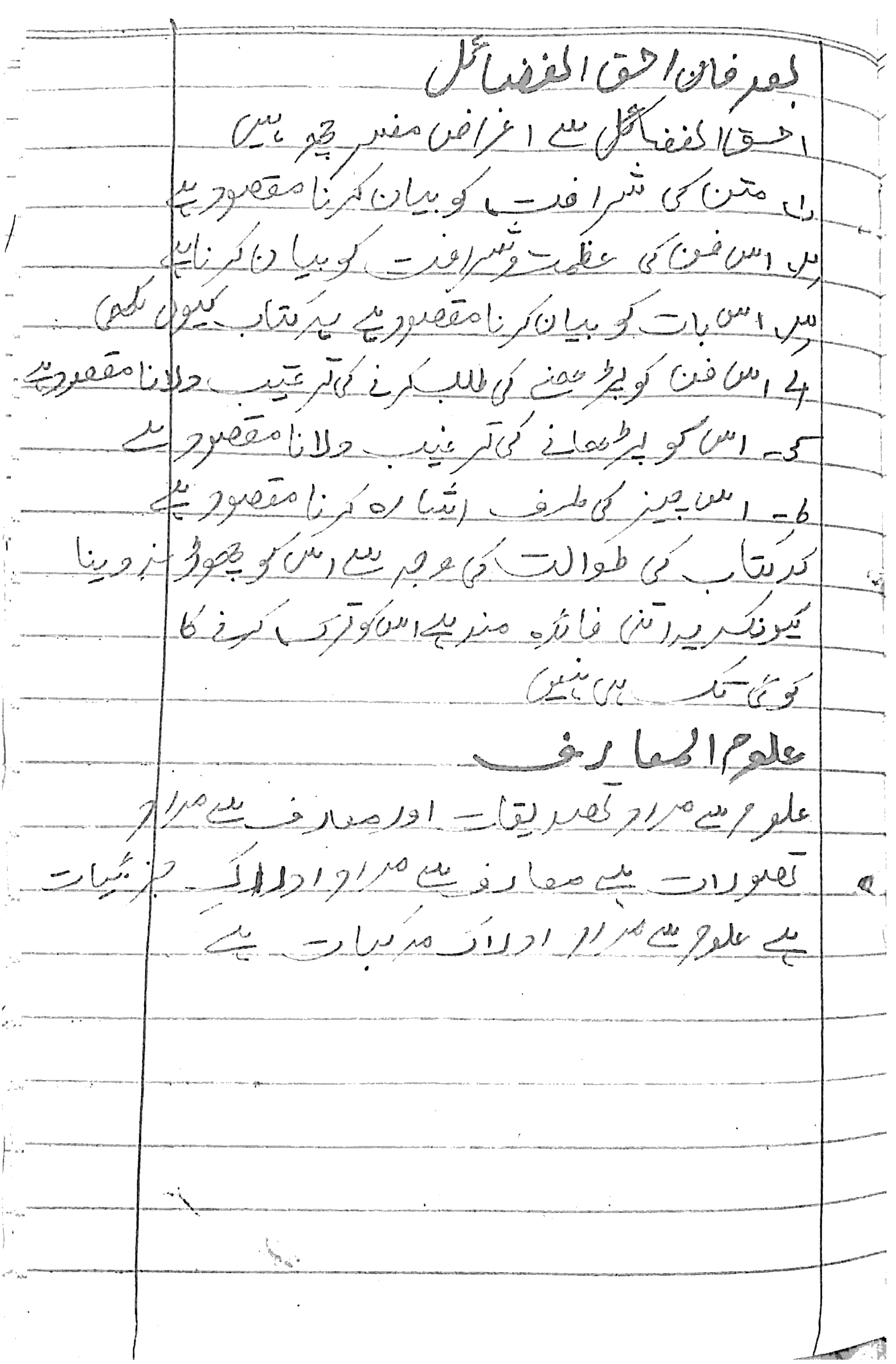
الاکبار

لباب

عذب

عباب

مثالیب



بعرفان احق الفضائل

احق الفضائل سے اغراض مفسر چھ ہیں

1. متن کی شرافت کو بیان کرنا مقصود ہے
2. اس فن کی عظمت و شرافت کو بیان کرنا ہے
3. اس بات کو بیان کرنا مقصود ہے یہ کتاب کیوں لکھی
4. اس فن کو پڑھنے کی طلب کرنے کی ترغیب دلانا مقصود ہے
5. اس کو پڑھانے کی ترغیب دلانا مقصود ہے
6. اس چیز کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ کتاب کی طوالت کی وجہ سے اس کو چھوڑ نہ دینا کیونکہ یہ (متن) فائدہ مند ہے اس کو ترک کرنے کا کوئی تک ہی نہیں

علوم المعارف

علوم سے مراد تصدیقات اور معارف سے مراد تصورات ہے معارف سے مراد ادراک جزئیات ہے علوم سے مراد ادراک مرکبات ہے

اعتراض۔
بعد کے بعد جو فا آ رہی ہے یہ ف کیوں کونسی ہے اگر یہ ف تفصیلیہ ہے تو ما قبل میں اجمال ضروری ہے جبکہ یہاں ما قبل اجمال نہیں ہے اگر ف تفریعیہ ہے تو ما قبل متفرع علیہ کا ہونا ضروری ہے جبکہ یہاں ما قبل متفرع علیہ نہیں ہے یا فا عاطفہ ہے تو ما قبل معطوف علیہ ضروری ہے جبکہ ما قبل معطوف علیہ نہیں ہے اگر ف تعلیلیہ ہے تو ما قبل علت ضروری ہے جبکہ یہاں علت موجود نہیں یا ف جزائیہ ہے تو ما قبل شرط ضروری ہے جو کہ یہاں نہیں

جواب
یہ فا عاطفہ ہے ما قبل خطبہ اس کا معطوف علیہ ہے

اعتراض۔
ما قبل بعد کے جملہ انشائیہ ہے ما بعد جملہ خبریہ ہے تو جملہ خبریہ کا انشائیہ پر عطف صحیح نہیں ہوتا

جواب۔
ف جزائیہ ہے سوال۔ اس کے لیے تو ما قبل شرط ضروری ہے جواب۔ مصنف کو وہم ہوا کہ میں نے اما بعد لکھا ہے اس لئے ف ذکر کر دی شرط ما تھم ہے لہذا اعتراض نہ رہا

ترجمہ

علم معانی بلاغہ تبیان ہے اور دلائل اعجاز اور اسرار بلاغت
کو واضح کرنے والا ہے اور واضح کرنے والا ہے
معالم ایجاز اور اثار عجائب کو اور یہ واضح کرتا
ہے کتاب اللہ کے مشکل اور پیچیدہ مسائل کو یہ علم
قریب کر دیتا ہے کتاب اللہ کے مجمل اور مفصل
موتیوں میں غوطہ زن ہونے کو

فائق	اسم فاعل فوقیت والا
تبیان	یہ بیان سے ہے خوب واضح کرنا
	کیونکہ اس میں الفاظ کی زیادتی ہے اور
	الفاظ کی زیادتی معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے
ایضاح	یہ اوضح یوضح سے مصدر ہے معنی واضح کرنا ہے
معالم	یہ معلم کی جمع ہے جس کے ذریعے کسی
	شے پر استدلال کیا جائے
ایجاز	بغیر حذف کے مختصر کلام کرنا
اثار	اثر کی جمع ہے اس کا معنی ہے نشان
تلخیص	تلخیص سے مصدر ہے بیان کرنا
غوامض	غامضۃ کی جمع ہے مشکل
معضلہ	پیچیدہ
تقریب	یہ مقرب کے معنی میں ہے معنی قریب کرنا

لفظ	معنی
غوص	غوطہ لگانا
فرائد	فریدۃ کی جمع ہے موتی
موارد	مسائل
التہاب	لہب سے ہے جلنا
اکباد	کبد کی جمع ہے جگر
لباب	مغز
صفا	مکمل ہونا
عذب	پاکیزہ
عباب	طوفان
بحار	بحر کی جمع ہے
اسالیب	اسلوب کی جمع ہے
وصفا	ستھرا ہونا
اطری	وصف بیان کرنے میں مبالغہ کرنا
خصائص	خاصہ کی جمع ہے
اسراء	اسیر کی جمع ہے جیسا کہ عظماء عظیم کی جمع ہے
تقلید	اعتقاد جازم غیر ثابت یا اس کا معنی یہ ہے کہ بغیر دلیل کے کسی کی بات مان لینا
طفقوا	شروع ہونا
یتعاطون	دینا
توثیق	تصدیق کرنا

تسدید	درست کرنا
یحومون	چکر لگانا
یقتصرون	اکتفاء کرنا
ربقۃ	رسی
تسرح	سیراب ہونا
احداقھم	آنکھیں
غشاوۃ	پردہ
ینطبع	نقش ہونا

ثُمَّ اِنَّہٗ قَدْ وَقَعَ فِیْ اَیْدِیْ جَمَاعَۃٍ مِّنْ اُسَرَاءِ التَّقْلِیْدِ فَطَفِقُوْا یَتَعَاطَوْنَہٗ مِنْ غَیْرِ تَحْقِیْقٍ وَّ تَسْدِیْدٍ یَحُوْمُوْنَ فِیْ غُرَرِ مَقَاصِدِہٖ حَوْلَ الْقِیْلِ وَالْقَالِ وَ یَقْتَصِرُوْنَ مِنْ تَقْرِیْرِہٖ کَمَا یَلِیْقُ بِہٖ عَلٰی ظَوَاہِرِ الْمَقَامِ وَالْحَالِ لَا یَخْرُجُ عَنْ رِبْقَۃِ التَّقْلِیْدِ اَعْنَاقُھُمْ وَ مَا تَسْرَحُ فِیْ رِیَاضِ التَّحْقِیْقِ اَحْدَاقُھُمْ وَلَا یَرْتَفِعُ غِشَاوَۃُ التَّعَصُّبِ عَنْ بَصَائِرِھِمْ حَتّٰی تَنْطَبِعَ فِیْہَا رَقَائِقُ التَّعَقُّلِ

ترجمہ

اسکے قواعد چراغ کی روشنی میں انوار تاویل تک کافی
ہیں اسکے مسائل قرآن پاک کی عبارتوں تک جگر کے
شعلوں کو شفا دینے والے ہیں علم بیان کے ساتھ قرآن
پاک کی تراکیب کے اسرار کا مغز ظاہر اور مکمل ہوتا ہے
علم بیان سے قرآن پاک کے اسالیب کے بحروں کا طوفان
پاکیزہ و ستھرا ہوتا ہے وصف بیان کرنے میں مبالغہ
کرنے والا علم بیان کے خصائص کو نہیں جان سکتا اگرچہ
کہ وہ ہر اس چیز میں سبقت رکھتا ہو جو اس نے بیان کی
پھر علم بیان جماعت کے ہاتھوں میں واقع ہوا وہ تقلید
کے قیدی ہیں پس وہ شروع ہو گئے اس کو دینے میں بغیر
اس کے کہ تصدیق کرتے یا درست کرتے وہ اپنے
مقاصد کو تحریر کرتے قیل و قال کے ارد گرد پھرتے رہے
اور انہوں نے مقام اور حال کے ذکر پر اکتفاء کیا علم بیان
کے لطائف کی تقریر سے انکی گردنیں تقلید کی رسی
سے نہیں نکلی یہاں تک کہ ان کی آنکھیں تحقیق کے باغ
میں سیراب ہوتی ان کی آنکھوں سے تعصب
کا پردہ دور نہ ہوا یہاں تک کہ وہ غور و فکر
کے دقائق میں نقش ہو گیا

عبارت

كل هذا علمهم اللجاج والعناد وجل هذا علمهم
الانحراف عن منهج الرشاد فمهمات النبي
بل منزه الدقيق الشأن والتفطن بلمحة الخفية
المكان واني بعد ما قضيت من بعض الفنون
وطري اجلت في مستودعات الاسرار
قداح نظري بغية صيد الحكمة في الاسرار ارتقاء الى
مدارج الكمال

ترجمہ

اور ان کا تمام تر سرمایہ جھگڑا اور عناد ہے اور ان
کا سب سے بڑا پیشہ ہدایت کے واضح راستے سے
پھیرنا ہے پس بہت بعید ہے کہ مجھ اور باریک
اشارات کی وجہ متنبہ ہونا اور پوشیدہ مکان اور
سرسری نظر کو سمجھنا بہت بعید ہے اور میں اسکے
بعد اپنی حاجت کو بعض فنون سے پورا کر چکا تو
میں نے ان اسرار کی امانتوں میں اپنی نظر کے تیر کو
گھمایا تو مجھے یہی ہمت نے ترقی کرنے میں مدارج
کمال کی طرف اچھالا

الفاظ	معنی
بضاعتهم	سرمایہ
اللجاج	جھگڑا
العناد	دشمنی
عُجُز	پرندے کا پچھلا حصہ
الرشاد	ہدایت
الرمزہ	اشارہ آنکھ سے جو اشارہ کیا جاتا ہے اسے رمز کہتے ہیں
دقیقہ	باریک
التفطن	سمجھانا
اللمحة	سرسری نظر
الخفیة	ہلکی
قضیت	پورا کرنا
وطری	حاجت
اجلت	میں نے گھمایا
قداح	قدح کی جمع ہے اس کا معنی ہے چھوٹے کا تیر = ایسا تیر جس کا پر نہ ہو یا پھل نہ ہو
الارتقاء	ترقی
مدارج	بلندیاں
مستودعات	امانتیں

عبارت۔

فَرَطُ الشَّغَفِ بِاَخْذِ الْعِلْمِ مِنْ اَفْوَاهِ الرِّجَالِ عَلَى التَّرْحَالِ اِلٰى جُرْجَانِيَّةِ خَوَارِزْمَ مُخَيَّمِ الرِّجَالِ الْاَفَاضِلِ وَمُخَيَّمِ اَرْبَابِ الْفَضَائِلِ صَرَفَ اللّٰهُ عَنْهَا بَوَائِقَ الزَّمَانِ وَكَفَّ عَنْهَا طَوَارِقَ الْحَدَثَانِ فَشَمَّرْتُ عَنْ سَاقِ الْجِدِّ اِلَى اقْتِنَاءِ ذَخَائِرِ الْعُلُوْمِ وَالْمَعَارِفِ وَافْتِلَاذِ الْاَنَاسِيِّ عَنْ عُيُوْنِ اللَّطَائِفِ۔

ترجمہ۔

علماء سے علم لینے کی دلچسپی نے خوارزم کے شہر جرجانیہ کی طرف سفر کرنے پر حد سے زیادہ ابھارا۔ جو کہ علماء افاضل کے ساز و سامان کے اترنے کی جگہ ہے اور ارباب فضائل کے رہنے کی جگہ ہے زمانے کے مصائب اللہ تعالیٰ اس شہر سے دور فرمائے اور راتوں رات آنے والے حوادث سے اللہ تعالیٰ اس شہر کی حفاظت فرمائے لطائف کی آنکھوں سے آنکھ کی پتلی کو لینے اور علوم و معارف کے ذخائر کو حاصل کرنے کے لیے میں نے کوشش کی پنڈلی سے پائنچہ کو اوپر کر لیا

الفاظ	معنی
فرط	حد سے تجاوز کرنا
الشغف	دل چسپی
افواہ	یہ فم کی جمع ہے
الترحل	سفر کرنا
محط	منزل
رحال	رحل کی جمع ہے معنی اسباب و سامان
مخیم	موضع اقامت
بوائق	بائقۃ کی جمع ہے مصائب
کشکش	حفظا
الحدثان	حادثۃ کی جمع ہے
فشمرت	میں نے پائنچہ چڑھا لیا
اقتناء	حاصل کرنا
افتلاذ	لینا
التفحص	بحث کرنا
الاناسی	آنکھوں کی پتلیاں
حازوا	جمع کرنا
قصب	بانس یا پھر ایسا پودا جو اندر سے کھوکھلا ہو
مضمار	میدان
حذاق	یہ حاذق کی جمع ہے
ناضلوا	شرط لگانا

الفاظ	معنی
ینالج	کھٹکھٹانا
شآبیب	بارش
حامیا	بمعنی جاگا
عوائد	یہ عائدۃ کی جمع ہے بمعنی منفعت
محتویا	شامل ہونے والے
منطویا	مشتمل ہونا
اطناب	ضرورت سے زیادہ کلام کرنا
لائحا	ظاہر ہونا
مخائل	نشانیاں
روض	باغ
منی	یہ تمنا کی جمع ہے بمعنی آرزوئیں
درر	موتی
لعوق	روکنا
عطلت	خالی ہونا
مشاہد	یہ مشہور کی جمع ہے بمعنی علماء
معاصر	یہ معصر کی جمع ہے بمعنی مدارس
سدت	بند ہو گئے
مصادر	معلمین
موارد	طلباء
فلت	گر جانا

الفاظ	معنی
عفت	مٹ جانا
اشفت	قریب ہونا
شموس	یہ شمس کی جمع ہے
افول	بمعنی ~~قریب~~ غروب
زوایا	کونوں
خمول	گمنامی
یتلھفون	حسرت کرنا
اندراس	مٹ جانا
یتاسفون	افسوس کرنا
اطلال	ٹیلے
ادمع	آنسوؤں
غبات	رغبت
توفر	زیادتی
امتداد	لمبی
قرموا	نصیب نہ ہوئی
مطویات	لپٹا
خرائد	شرمیلی عورت کے منہ سے
متعاطیہ	لینے والے
نضدھا	چلے
خافتلست	جھپٹا مار کر لیا

Scanned by CamScanner

الفاظ	معنی
اثناء	دوران
فرصا	یہ فرصت کی جمع ہے
انبرع	میں پیتا رہا
غصصا	ایک ایک گھونٹ کر کے
اقتحم	بمعنی داخل
السور	دیوار
غائصا	غوطہ لگانا
لجج	گہرائیاں
التقط	میں نے لے لیا
مطارح	یہ مطرح کی جمع ہے پھینکنے کی جگہ
نزلت	فرض کرنا
البنان	انگلیوں کے پورے
ممارستہ	لگاتار
تناصیت	میں انتہاء درجہ تک پہنچ گیا
تصفح	ورق گردانی کرنا
یذلل	آسان کرنا
صعاب	بمعنی مشکل
عویصاتہا	یہ عویصہ کی جمع ہے
الابیۃ	الابیاء سے ہے بمعنی مشکل
اودعت	امانت رکھنا

الفاظ	معنی		
موشحت	مزین ہونا		
سمحت	سخاوت کرتا		
تمسکت	میں نے مضبوطی سے تھامے رکھا		
تجنبت	میں دور رہا		
البغی	زیادتی و مکابرہ		
الاعتساف	بے راہ چلنا		
غوامض	یہ غامضۃ کی جمع ہے۔ بمعنی پوشیدہ		
لفافۃ	ساز و سامان		
رفقت	بمعنی ترکت		
حضروا	محروم ہو جانا		
فرضت	لازم کرنا۔ بمعنی دیکھنا		
ارزاء	مصیبتیں		
غشاء	ڈھانپنا	انخت	میں نے سواریاں بٹھائی
نبال	تیر	ضیق البال	دل کی تنگی
سہام	تیر	تلفظ	پھینکنا
نصال	تیر کی نوک کا کر بننا		کھینچنا
نسبت			
عناکب	عنکبوت کی جمع ہے بمعنی مکڑیاں		
ابی	مجبور کرنا		
فرط	بہت زیادہ		

الفاظ	معنیٰ
تواتر	کسی شے کا مسلسل آنا
تفاقم	کسی شے کا بڑھ جانا
عشائر	عشیرہ کی جمع ہے بمعنی خاندان
تلاطم	تھپیڑے
امواج	موج کی جمع ہے
حل	کھول دینا
تمیمہ	تعویذ
جرّد	تلوار تان لیا
اصالیحھا	اصل کی جمع ہے
اباد	ہلاک کرنا
اوطان	وطن کی جمع ہے بمعنی آبادی
دمنة	گھر کے نشان
حزب	گروہ
بلرح	علاقہ کا نام ہے
نحیفی	کمزور
ضجون	علاقہ کا نام ہے
انیس	خیر خواہ
سمر	قصہ سنانا
طرحت	میں نے ڈال دیا
ھجران	فرقت

ترجمہ

میں نے زمانے کے ایک حصے کو خرچ کر دیا علم بیان کی باریکیوں میں بحث کرنے میں میں رجوع کرتا رہا ان شیوخ سے جنہوں نے سبقت کے بالنس کو بالنس کے میدان میں جمع کر دیا اور میں بحث و مباحثہ کرتا رہا ان ماہرین سے جنہوں نے اس کے سمندر میں روشن موتیوں کو لینے کے لیے غوطہ لگایا کافی عرصہ میرے دل میں یہ کھٹکتا رہا کہ میں کتاب تلخیص المفتاح کی شرح لکھوں جو کہ منسوب ہے امام علامہ عمدۃ الاسلام قدوۃ الانام افضل المتاخرین اکمل المتبحرین جلال الملۃ والدین محمد بن عبدالرحمن القزوینی الخطیب جامع دمشق اللہ تعالیٰ اس پر مغفرت کی بارش برسائے اور اسے جنت الفردوس میں رکھے کیونکہ میں نے اس کو مختصر اور اس فن کے اصول و قواعد کا جامع پایا اور وہ اس کے مسائل اور اسکی منقعت کے قلعوں کو شامل ہے اور یہ مشتمل ہے ان حقائق پر جو کہ متقدمین کی آراء کا خلاصہ ہے اور مشتمل ہے ایسی پیچیدگیوں پر جو کہ متاخرین

کی افکار کے نتائج ہیں اور حدود جبر زیادتی
اور حد درجہ کمی سے جدا ہے اس پر جادو
کی نشانیاں اور دلائل اعجاز ظاہر ہیں
اس کے ہر لفظ میں تمناؤں کا باغ ہے
اور اس کے ہر سطر موتیوں کا ہار ہے
اور مجھے روکتا ہے شرح کرنے سے کہ میں
ایسے زمانے سے ہوں کہ میں علم کو دیکھتا ہوں کہ
اس کے علماء و مدارس خالی ہو چکے ہیں
اور بند ہو چکے ہیں اسکے معلمین و متعلمین
اور گزر چکے ہیں اسکی علامات و آثار
اور مٹ چکے اس کے ٹیلے اور نشانیاں
یہاں تک کہ علماء ڈوبنے کے قریب ہو گئے
اور افاضل نے گمنامی کے کونوں کو وطن
بنا لیا اور وہ حسرت کرنے لگے علوم و فضائل
کے ٹیلوں کے مٹ جانے پر اور غم کا اظہار
کرنے لگے اذکیاء و فاضل کے احوال کے تبدیل
ہونے کی وجہ سے اس طرح زمانہ گزر
جائے گا آنسوؤں پر اور علم اس میں فنا
ہو جائے گا اور اثر مٹا جائے گا لیکن
میں نے اس کتاب کے سکھنے اور حاصل کرنے پر

محصلین کی رغبات کی زیادتی کو دیکھا اور انکی
گردنیں لمبی ہو چکی ہیں اسکے مجمل ومفصل کے احاطہ
کرنے کی طرف اور ان میں سے اکثر محروم ہوگئے
ہدایت کی توفیق سے جو اس کی طرف ہے جسمیں
رموز و اسرار کو لپیٹا جائے کیونکہ اس کے لیے
کوئی شرح ہی نہیں ہے جو اسکی عمر گیسو سے پردے ہٹا دے
تو دیکھے گا بعض اس کے پینے والوں کو جنہوں نے ظاہر
مقال سے سمجھا اس پر التفات کیا حالانکہ وہ
حقیقت حال پر مطلع نہ ہوئے اور ان میں سے
بعض اس کی راہ میں بغیر راہ نما کے چلے
پس انہوں نے گمراہ کر دیا کثیر کو اور وہ خود
بھی سیدھے راستے سے گمراہ ہوگئے میں نے تعلیم کے دوران
چند فرصتوں کو جھپٹا مار کے لے لیا باوجود اس کے
کہ میں زمانے کی مصیبتوں کو ایک ایک گھونٹ
کر کے پیتا ہے اور میں داخل ہونا شروع ہوگیا
بیداری کی جگہوں میں سوچوں کی گہرائیوں میں غوطہ
لگانے کے لیے اور میں لینا شروع کر دیا قطروں کی جگہوں
سے فکر کے موتیوں کو اور میں نے ان فضلاء
جنکی انگلیوں کے پوروں سے اشارہ کیا جاتا ہے
ان کی بارگاہ میں رجوع کرنے میں اور ان کتب

سے مسلسل فائدہ لینے میں جو فن بیان میں لکھی گئی اپنی
کوشش کو فرچ کر دیا تھا خاص طور پر دلائل اعجاز
اور اسرار بلاغت میں اور قسم ہے میں نے ان کی
کی ورک گردانی میں وسعت و طاقت کی انتہا کو پہنچ گیا
پھر میں نے اس کتاب کی شرح کے لیے وہ جو انکار کرنے
والی مشکلات کو آسان کر دے اور اسکی خفیہ
خزانوں کے ذخائر کی طرف پہنچنے کی راہ آسان کر دے
اور میں نے ایسے رکھا نفیس موتیوں میں جو کہ جن کے
ساتھ مزین ہیں قدماء کی کتب اور میں نے
شراقت والے موتیوں کو رکھا جنکا اذکیاء
کے اذھان میں سخاوت کی اور میں نے عمدہ موتی
رکھے جنکی طرف میں نے ہدایت پائی نور توفیق سے
اور عمدہ فقروں کو رکھا جن کو میں نے عین تحقیق سے
لیا اور میں نے تلخیص کے مصنف پر وارد ہونے والے
اعتراضات کو دفع کرنے میں عدل اور انصاف
کا دامن تھامے رکھا اور میں نے دوری اختیار کی
اس پر زیادتی و مقابلہ اور چڑھائی کرنے کے وار
ہونے میں کار رد کرنے میں اور میں نے مفتاح
اور ایضاح کی اکثر پیچیدگیاں کی حل کی طرف اشارہ
کر دیا اور جو فاضل مفتاح کی شرح میں فاضل

علاوہ ازیں بعض پر علامہ سے غلطیاں واقع ہوئی ان میں سے
میں نے تنبیہ کر دی اور میں نے اسکی طرف اشارہ
کر دیا جس میں شمار حین کے قدم پھسل جاتے ہیں
اور میں نے چشم پوشی کی اس سے جو بغیر ساز و سامان
کے اس کتاب کے لینے والوں سے جو غلطیاں واقع ہوئی
اور میں نے چھوڑ دی ان لوگوں کی اتباع کرنا جو
تحقیق واجبات سے محروم ہو گئے اور میں نے
اپنے اوپر انکے طریقے کو لازم نہیں کیا طویل وضاحتوں
میں اور جب میں ان عمدہ باتوں کو لکھنے سے
فارغ ہوا تو زمانے نے مجھے مصیبتوں میں ڈال دیا
یہاں تک کہ میرا دل تیر کے پردوں میں چھپ
گیا میں اس طرح ہو گیا کہ جب مجھے کوئی تیر لگتا تو تیر کی
نوک تیر کی نوک سے ٹوٹ جاتی

ترجمہ

خاص طور پر خراسان کے شہر فتنوں کی موجوں کے تھپیڑے مارنے کے وقت بھائیوں اور خاندان کے متعلق بڑی بڑی مصیبتوں کی خبروں کے مسلسل آنے پر مذکورہ مصائب آئے یہ ایسا شہر ہے جس میں جوانی نے میرا تعویذ اتار دیا اور یہ پہلی وہ زمین جسکی مٹی نے میرے جسم کو چھوا تحقیق زمانے نے شہر والوں پر دشمنی کی تلوار تان لی اور اس شہر میں رہنے والے جتنے لوگ تھے سب کو تباہ و برباد کر دیا زمانے کے مصائب نے مکانوں کے نشانات چھوڑے باقی سب ختم ہو گیا جو اہم اور جس سے کلام نہیں کر سکتے جس سے نہیں بچا مگر وہ جو بلاد میں سے کمزور ہے گویا کہ مجھوں سے صفا تک کوئی خیر خواہ نہیں رہا اور مکہ میں رات کو کوئی قصے سنانے والا بھی نہ رہا پس میں نے اس شرح کے اوراق کو ڈال دیا مجبوروں و فراق کے کونوں میں اور ان اوراق پر نسیان کی مکڑیوں نے جالا بن دیا میں نے ڈال دیا اپنے اور ان اوراق کے درمیان ایک مضبوط پردہ میں نے ایسے ایسا کر دیا کہ گویا کہ کوئی چیز تھی ہی نہیں قابل ذکر اور اللہ ہی کی طرف زمانے کی شکایات ہیں

جب برائی کرتا ہے تو اپنی برائی پر وہ اصرار ہو جاتا ہے
اگر کوئی احسان کر بھی لے تو فوراً اس پر نادم ہو جاتا ہے
پھر مجھے مجبور کر دیا بہت زیادہ ملال نے اور دل کی
تنگی نے یہاں تک کہ ایک زمین دوسری زمین تک کو
دھکیلنا شروع کر دیا۔ مجھے کھینچا بلندی نے پستی کی طرف
حتی کہ میں نے اپنی سواری کو بٹھایا مضبوط شہر میں
اللہ تعالی اسکو آفات سے بچائے پس اللہ تعالی نے
اس سے مجھ پر نعمتوں والی جنت کو کھول دیا پاک
شہر ہے اور شرف والی جگہ ہے تحقیق اس میں
تمام خوبیاں جمع ہیں اور سب سے بڑی خوبی یہاں
مسلمان ہیں اور برکت و امن ہے تحقیق میں نے
مشاہدہ کیا کہ علم و ہدایت کے انوار بلند ہو چکے
ہیں اور گمراہی و جہالت کی جو آگ تھی وہ بجھ گئی
اور ایک بادشاہ کا سایہ بہت لمبا ہے اور شریعت
کا جھنڈا عزت کے ساتھ بندھا ہوا ہے اسلام
کا جھنڈا لوٹ چکا ہے اپنے وطن کی طرف
اور فضل کا باغ اپنے پانی کی طرف لوٹ گیا ہے

الفاظ	معنی		
نظم	بمعنی جمع		
شمل	شیرازہ اجتماعیت		
شتات	متفرق ہونا		
البتات	کٹنا		
استظل	سایہ حاصل کرنا		
وابتغوا	ٹھکانہ بنانا		
میامن	یمن کی جمع ہے بمعنی برکت		
دولۃ	در بدر		
رقاب	رقبۃ کی جمع ہے		
ماحی	مٹانے والا		
باسط	بچھانے والا	ذرہ	محل
مہاد	فرش	معتبر کا	مجمعا
ہادم	گرانے والا		
اعتساف	بے راہ روی		
سرادق	خیمہ خیمہ		
المتمثل	پورا کرنے والا		
طویۃ	ضمیر		
سطوۃ	رعب		
مراد	مطلوب		
یحوم	گھومتے ہیں		

ترجمہ

متفرق ہونے کے بعد مخلوق کا شیرازہ جمع ہو گیا
کٹنے کے بعد ان کی رسی مل گئی عدل و انصاف کے
سایہ میں مخلوق سایہ لینے کے لیے حاضر ہو گئی
انہوں نے امن و امان کے باغ میں ٹھکانہ بنایا
یہ تمام فضائل بادشاہ اسلام کے دبدبہ کی برکت
کی وجہ سے ہے یہ مخلوق پر اللہ کا سایہ ہے
مخلوق کی گردنوں کا مالک ہے عالم میں اللہ تعالیٰ
کا خلیفہ ہے اہل ایمان کے شہروں کا حامی ہے
کفر و سرکشی کے نشانات کو مٹانے والا ہے
شریعت مستقیم کا ناصر ہے طریقہ مستقیمہ
پر چلنے والا ہے عدل و انصاف کا فرش بچھانے
والا ہے ظلم و بے لاگ روی کی بنیادوں کو گرانے
والا ہے اطراف میں ولایت کے جھنڈے کا
مالک ہے مستحق ہونے کی وجہ سے خلافت
کے تخت کا مالک ہے امن و امان کے خیمہ نصب
کرنے میں بہت کوشش کرنے والا ہے قرآنی
آیت ان اللہ یامر بالعدل والاحسان کی پیروی
کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنے میں
خالص ارادہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی سنت کو زندہ کرنے میں نیت والا ہے

ایسا فلسفہ ہے اسکا رعب اطراف کا مالک ہے جہاں بھی جائے حق ہی اسکا مطلوب ہوتا ہے علماء اسکے محل کے ارد گرد گھومتے ہیں جیسا کہ تو دیکھتا ہے حاجیوں کو بیت اللہ میں جمع ہونے کی حالت میں

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
یحیی	زندہ کرنا	متبسما	خوش ہونا
نسیم	بعد صباء	متمسکا	مضبوطی سے پکڑنا
رضا	خوشنودی	علا	بلند ہونا
مکافح	مخالف	الوری	مخلوق
لظی	آگ	ریثما	ظرف لغو
سخط	غصہ	غیاث	مددگار
اطار	اڑانا	اقطار	کونے
صاعقہ	بجلی	مشرقہ	روشن
نصل	تلوار کی دھار	اغصان	شاخیں
سماک	ستارے کا نام ہے	مورقۃ	پتوں والی
سما	ارتفع	سحائب	بادل
صادف	پالینا	عنان	لگام
الغی	گمراہی	بنیان	دیوار
قریر العین	آنکھوں کی ٹھنڈک	رئبال	شفقت

ترجمہ

اسکی خوشنودی کی امید نے زمانے کو زندہ کیا اسکے غصے
کی آگ سے سخت مخالف ہلاک ہوئے اسکی تلوار
کی دھار کی بجلی نے اڑا دیا اس وجہ سے شریعت
کا جھنڈا کو کب سماک کی طرف بلند ہو گیا اور اس
سے پھر بے راہ روی کی شکایت نے راہنمائی کو پا لیا
حالانکہ وہ سرکشی کے اندھیروں میں منہمک تھے
پس دین آنکھوں کی ٹھنڈک مسکرانے والا ہو گیا
اور بادشاہ نے آگے بڑھنے کو مضبوطی سے پکڑ لیا
وہ ایسا بلند ہوا مخلوق نے اسے بادشاہ بلانا شروع کر دیا
اور جب انہوں نے آنکھیں کھولی تو وہ فریفتہ ہو گیا
اور وہ سلطان غازی اللہ کی راہ میں جہاد کرنے
والا ہے مستحق دنیا و دین کو عزت دینے والا ہے
اسلام اور مسلمانوں کا مددگار ہے ابو الحسین محمد کرت
اسکے عدل کے انوار سے زمین کے کونے ہمیشہ چمکتے رہے
اسکی رحمت کے بادلوں کے ساتھ خیرات کی شاخیں
پتوں والی ہو گی یہ وہ ہے جس نے اسلام کی حمایت
کی طرف قصد کی لگام کو پھیرا ہے اور ہدایت
کی دیوار کو مضبوط کیا ہے بعد اس کے کہ وہ گرنے
کے قریب تھی اس نے فضل و انعام کی بادلوں

مخلوق پر بارش برسائی اور انسانی مخلوق کے درمیان علماء کو زیادتی شفقت واکرام کے ساتھ خاص کیا اسکا قبضہ لوگوں کی گردنوں میں قائم ہے وہ طوق ہے اور لوگ کبوتر ہیں

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
الاحبۃ	پیارے	حصنا حصینا	مضبوط قلعہ
مغبوطاً	جس پر رشک کیا جائے	خلالی	میرے دوست
محظوظا	نصیب والا ہونا	لیتشعوا	مصاحب بنانا
ملحوظا	جس کا خیال رکھا جائے	الکلد	مشفقت
عضدی	بازو	الفرع	میں گڑگڑاتا رہا
ھصر	بلایا	عناد	سرکشی
عطفی	میرا پہلو	ناکبون	روگردانی کرنے والے
سجال	ڈول	عزیز المرام	قلیل الوقوع
شمرت	میں نے اٹھالیا	اللدد	شدت خصومت
واستحصفت	قائم کرنا	فشاء	پھیل گیا
تنقیح	حشو و زوائد سے		
	خالی کرنا		
اضغث	اضافہ کرنا		
سمنح	ظاہر ہونا		
ملجاء	پناہ گاہ		

ترجمہ

میں نے اللہ کی حمد کی اس پر کہ اس نے ہم سے غم کو دور کیا
میں وطن پیاروں کی نسیان کا علامت والا ہو گیا
بادشاہ کے عام لطف کی وجہ سے میں رشک کیے جانے والا
رگا اور میں نصیب والا ہو گیا اس کی عین عنایت کی
وجہ سے میرا اکرام کیا جانے لگا اور میں محفوظ ہو گیا
ان چیزوں نے میرا بازو مضبوط کر دیا اور میرے
پہلو کو ہلا دیا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے سیدھے راستے کی ہدایت
دی اور مجھ پر توفیق کے پھول انڈیل دیے حتی کہ جس
کو میں نے جمع کیا تھا اسکی طرف رجوع کیا اسکی ترتیب
و تصحیح کے لیے میں نے دامن اٹھا لیا اور میں نے قائم کیا
پہلو اور سوار کو اسکی تنقیح و تہذیب میں اور اس
کو بھی سوچ فکر کے دوران جو مجھے ملا میں نے اسکا بھی اضافہ
کر دیا اور جو نظر قاصر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مدد سے
ظاہر ہوا اسکا بھی اضافہ کر دیا تو اللہ کے کرم ایک مدفون
خزانہ آ گیا فوائد کے جواہر کا اور عمدہ موتیوں سے بھرا
ہوا سمندر ہوا تو میں نے اسے تحفہ بنا لیا بلند بارگاہ کے
لیے اور اسے بلند چوکھٹ کے لیے پیش کر دیا
اور وہ ہمیشہ لوگوں کے گروہ کا پناہ گاہ رہے اور وہ
پناہ گاہ رہے حوادثِ ایام سے اور وہ مضبوط قلعہ

لیے ہے اسلام نبی اور آپ کی آل کے لیے اور مجھے امید ہے
اپنے دوستوں سے اور بھائیوں سے کہ وہ اپنی نیک دعاؤں
میں مجھے بھی شریک کریں گے اور میرا شکریہ ادا کریں
گے اس بات پر کہ میں نے اس تالیف میں مشقت
کو برداشت کیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف میں گڑگڑاتا
ہوں کہ وہ اس کے ساتھ نفع پہنچائے محصلین کو وہ جو حق کو طلب
کرنے والے ہیں عناد کے طریقے سے روگردانی کرنے کے ان
کی غرض حق مبین کو حاصل کرنا ہے باطل کو یقین کی صورت
پر پیش نہیں کرتے اور یہ چیزیں میری عمر کی قسم قلیل الوجود
اور قلیل الوقوع ہے اور طبیعتوں پر غالب ہو چکا ہے
شدید جھگڑا اور عناد اور بندوں کے مابین جھگڑا و عناد
پھیل چکا ہے اگر لوگوں سے مجھے ذکر خیر نہ ملے تو مجھے کافی ہے
وہ جس کی میں امید رکھتا ہوں ثواب عظیم کی آخرت میں

الحمدللہ افتتاح کتابہ

یہاں سے مصنف آٹھ چیزوں کو بیان کریں گے

(1) بسم اللہ سے برکت لینے کے بعد اپنی کتاب کو حمد سے کیوں شروع کیا

(2) حمد و شکر کی تعریف بیان کریں گے

(3) حمد و شکر کے مورد کو بیان کریں گے

(4) حمد و شکر کے درمیان نسبت بیان کریں گے

(5) اللہ اسمِ جلالت کی لغوی بحث کریں گے

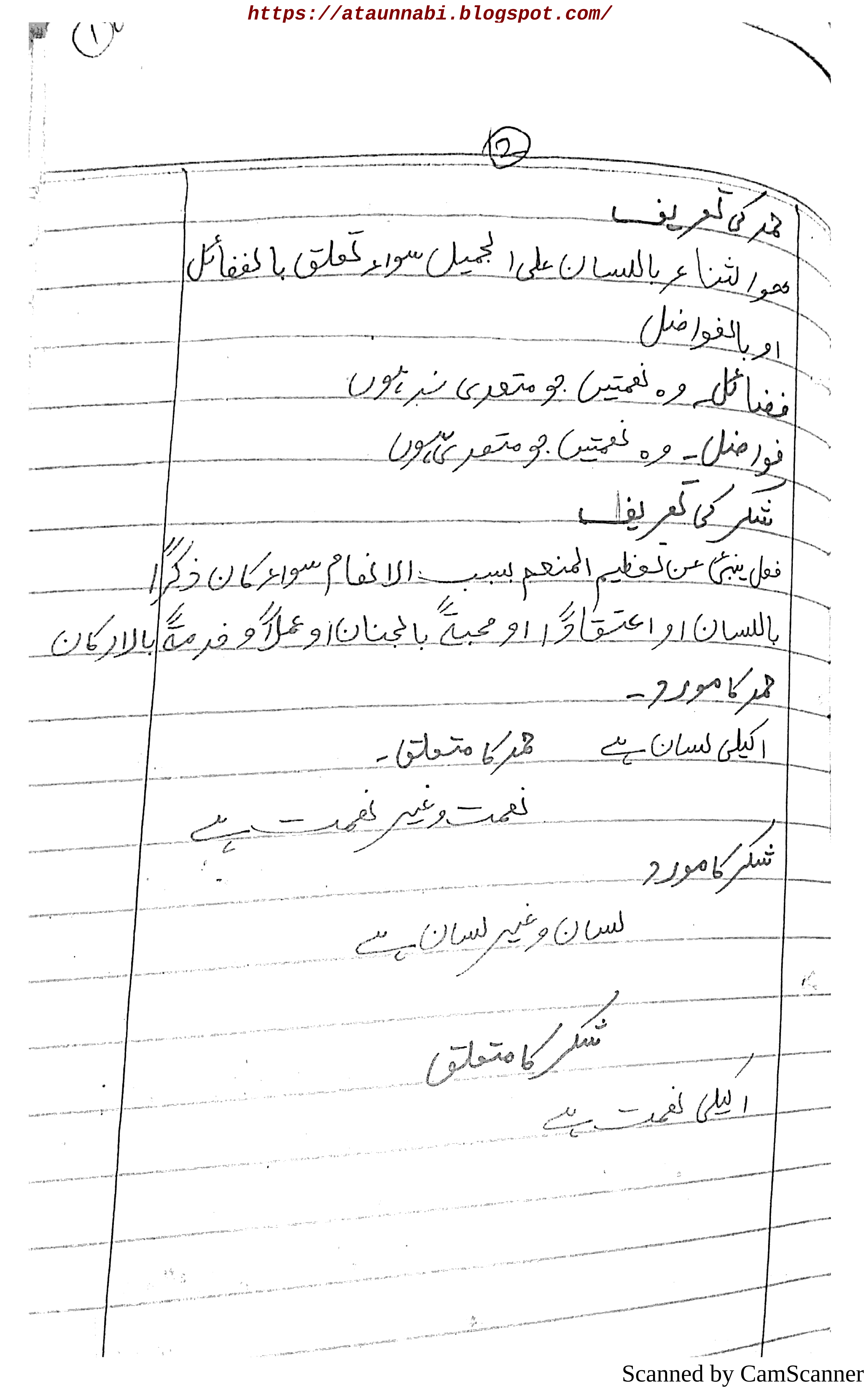
(6) حمد کو اللہ اسمِ جلالت پر مقدم کیوں کیا

(7) الحمد میں الف لام کونسا ہے

(8) الحمد پر اعرابی بحث کریں گے

اپنی کتاب کو حمد سے شروع کیوں کیا

مصنف نے اپنی کتاب کو بسم اللہ کے بعد حمد سے شروع کیا اس شے کے حق کو ادا کرنے کے لیے جو اس پر واجب تھی اور اس مختصر کی تالیف ان نعمتوں کے شکر سے ہے جن کے آثار میں سے اثر ہے



حمد کی تعریف

هو الثناء باللسان علی الجمیل سواء تعلق بالفضائل او بالفواضل

فضائل ـ وہ نعمتیں جو متعدی نہ ہوں

فواضل ـ وہ نعمتیں جو متعدی ہوں

شکر کی تعریف

فعل ینبئ عن تعظیم المنعم بسبب الانعام سواء کان ذکرا باللسان او اعتقادا او محبۃ بالجنان او عملا و خدمۃ بالارکان

حمد کا مورد ـ

اکیلی لسان ہے

حمد کا متعلق ـ

نعمت و غیر نعمت ہے

شکر کا مورد

لسان و غیر لسان ہے

شکر کا متعلق

اکیلی نعمت ہے

حمد اور شکر میں نسبت

حمد اور شکر میں نسبت عموم خصوص من وجہ سے

عموم خصوص من وجہ

وہ نسبت ہے جو دو ایسی کلیوں کے درمیان پائی جائے کہ ان میں سے ایک کلی کے بعض افراد دوسری کلی کے بعض افراد پر صادق آئیں اور دوسری کلی کے بعض افراد پہلی کلی کے بعض افراد پر صادق آئیں

نسبت عموم خصوص من وجہ میں تین مادے ہوتے ہیں دو افتراقی ایک اجتماعی ان کی تفصیل درج ذیل ہے

حمد و شکر میں مادہ اجتماعی

زبان کے ساتھ احسان کے مقابلہ ثناء کرنا اب اس میں حمد بھی ہے اور شکر بھی ہے

پہلا مادہ افتراقی

وصف علم و شجاعت پہ ثناء کرنا اب اس میں حمد تو ہے لیکن شکر نہیں ہے

دوسرا مادہ افتراقی

احسان کے مقابلے میں جنان کے ساتھ ثناء کرنا اب یہ شکر تو ہے لیکن حمد نہیں ہے

اللہ اسم جلالت کے بارے میں بحث

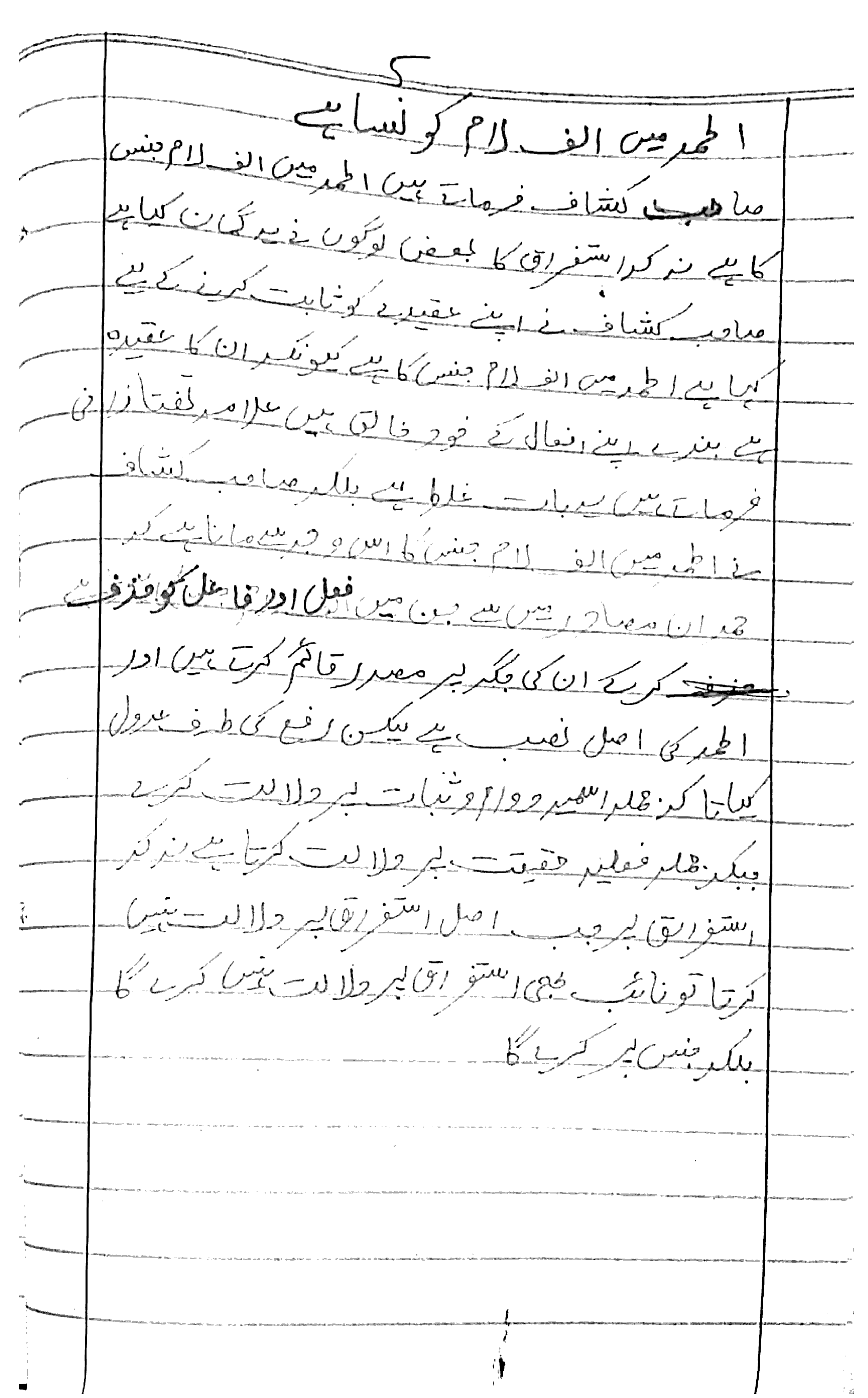
اللہ اسم جلالت نام ہے اس ذات واجب الوجود کا جو جمیع محامد کا مستحق ہے

اعتراض۔
مصنف نے الحمد للہ کہا الحمد للخالق للرازق کیوں نہیں کہا؟

جواب۔
مصنف نے الحمد للخالق اس لیے نہیں کہا تاکہ یہ وہم پیدا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کا مستحق ہونا اس وصف کے ساتھ خاص ہے بلکہ مصنف نے للہ کہا کیونکہ یہ ذات کی وجہ سے بھی حمد کا مستحق ہونے پر دلالت کرتا ہے اور وصف پر حمد کے مستحق ہونے پر بھی دلالت کرتا ہے

اعتراض حمد کو اللہ اسم جلالت پر مقدم کیوں کیا
حمد کو اللہ اسم جلالت پر مقدم کیا حالانکہ اگر اللہ اسم جلالت کو اگر مقدم کرتے تو اس میں دو فائدے تھے ایک یہ کہ اللہ کا ذکر اہم ہے دوسرا یہ ہے اس میں اختصاص حمد کا فائدہ ہوتا ہے ان دو فائدوں کے باوجود بھی آپ نے الحمد کو اللہ اسم جلالت پر مقدم کیوں کیا

جواب۔ پہلے فائدے کا جواب یہ ہے کہ مقام تقدم حمد کا تقاضا کرتا ہے اور اس میں اہتمام بھی ہے دوسرے فائدے کا جواب یہ ہے کہ صاحب کشاف فرماتے ہیں للہ میں لام اختصاص کے لیے ہے لہٰذا جس طرح اس میں اختصاص کا فائدہ ہے اسی طرح [illegible]



الحمد میں الف لام کونسا ہے

صاحب کشاف فرماتے ہیں الحمد میں الف لام جنس
کا ہے نہ کہ استغراق کا بعض لوگوں نے یہ گمان کیا ہے
صاحب کشاف نے اپنے عقیدے کو ثابت کرنے کے لیے
کہا ہے الحمد میں الف لام جنس کا ہے کیونکہ ان کا عقیدہ
ہے بندے اپنے افعال کے خود خالق ہیں علامہ تفتازانی
فرماتے ہیں یہ بات غلط ہے بلکہ صاحب کشاف
نے الحمد میں الف لام جنس کا اس وجہ سے مانا ہے کہ
حمد ان مصادر میں سے ہے جن میں فعل اور فاعل کو حذف
کر کے ان کی جگہ پر مصدر قائم کرتے ہیں اور
الحمد کی اصل نصب ہے لیکن رفع کی طرف عدول
کیا تاکہ جملہ اسمیہ دوام و ثبات پر دلالت کرے
جبکہ جملہ فعلیہ حقیقت پر دلالت کرتا ہے نہ کہ
استغراق پر جب اصل استغراق پر دلالت نہیں
کرتا تو نائب بھی استغراق پر دلالت نہیں کرے گا
بلکہ جنس پر کرے گا

اعتراض۔
جب فعل کا نائب مصدر نکرہ ہو جیسے سلام علیک
اس مصدر پر الف لام داخل کریں گے اور اس سے استغراق
کا قصد کریں

جواب

اولی یہی ہے کہ اس میں بھی الف لام جنس کا لیں
کیونکہ تبادر فہم اسکی طرف ہوتا ہے اور
استعمال میں بھی یہی مشہور ہے خصوصی طور پر ان
مصادر میں اور لام تعریف ہی پر دلالت
کرتا ہے اور اسم اپنے معنی پر دلالت کرتا ہے
تو اس وقت یہاں پر استغراق نہیں ہوگا ہاں جہاں
قرائن مخفی ہوں وہاں پر استغراق مراد لیں گے

علی ما انعم۔

علی ما انعم میں ما مصدریہ ہے ما موصولہ نہیں
ما کی ابتداً دو قسمیں ہیں (۱) ایک اسمیہ (۲) حرفیہ
اسمیہ کی چھ اقسام ہیں
(۱) موصولہ (۲) استفہامیہ (۳) منفیہ (۴) موصوفہ
(۵) تامہ (۶) شرطیہ
ما حرفیہ کی چار اقسام ہیں
(۱) نافیہ (۲) کافہ (۳) زائدہ (۴) مصدریہ

7

علمہ ما الم تعلم میں ما موصولہ مراد کیوں نہیں لے سکتے

ما موصولہ مراد لیں لفظی و معنوی فساد لازم آتا ہے

لفظی فساد اس طرح کہ موصول تقریر کی عبارت

کی طرف محتاج ہو گی یعنی الم تعلم لہ اور معطوف علیہ

اور معطوف کا برابر ہونا ضروری ہے تو جس طرح

معطوف علیہ میں ضمیر نکالی ہے تو معطوف میں بھی

ضمیر نکالیں گے باوجود اس کہ معطوف میں ضمیر نکالنا

متعذر ہے کیونکہ علم کا مفعول اول من البیان ہے

اور مفعول ثانی ما الم تعلم ہے اور اگر لہ ضمیر علم کے بعد

لگائے تو علم کا مفعول ثالث لازم آئے گا حالانکہ

علم متعدی بدو مفعول ہے نہ کہ متعدی بسہ مفعول

لہذا اس وجہ سے ما مصدریہ مراد لیں گے

اور بعض لوگوں نے کہا ہے ما الم تعلم علمہ میں لہ

ضمیر سے بدل بنائیں گے یا پھر مبتدائے محذوف کی خبر بنائیں

گے یا پھر اعنی فعل مقدر کا مفعول بنائیں گے تو اس

صورت میں ما موصولہ لینا درست ہو جائے گا

مصنف کہتے ہیں اس میں تعسف ہے آسان

چیز کو چھوڑ کر مشکل چیز کی طرف جانا ہے

جو اور کلام میں اصل سے ہے محذوف سے نکالے

جائے

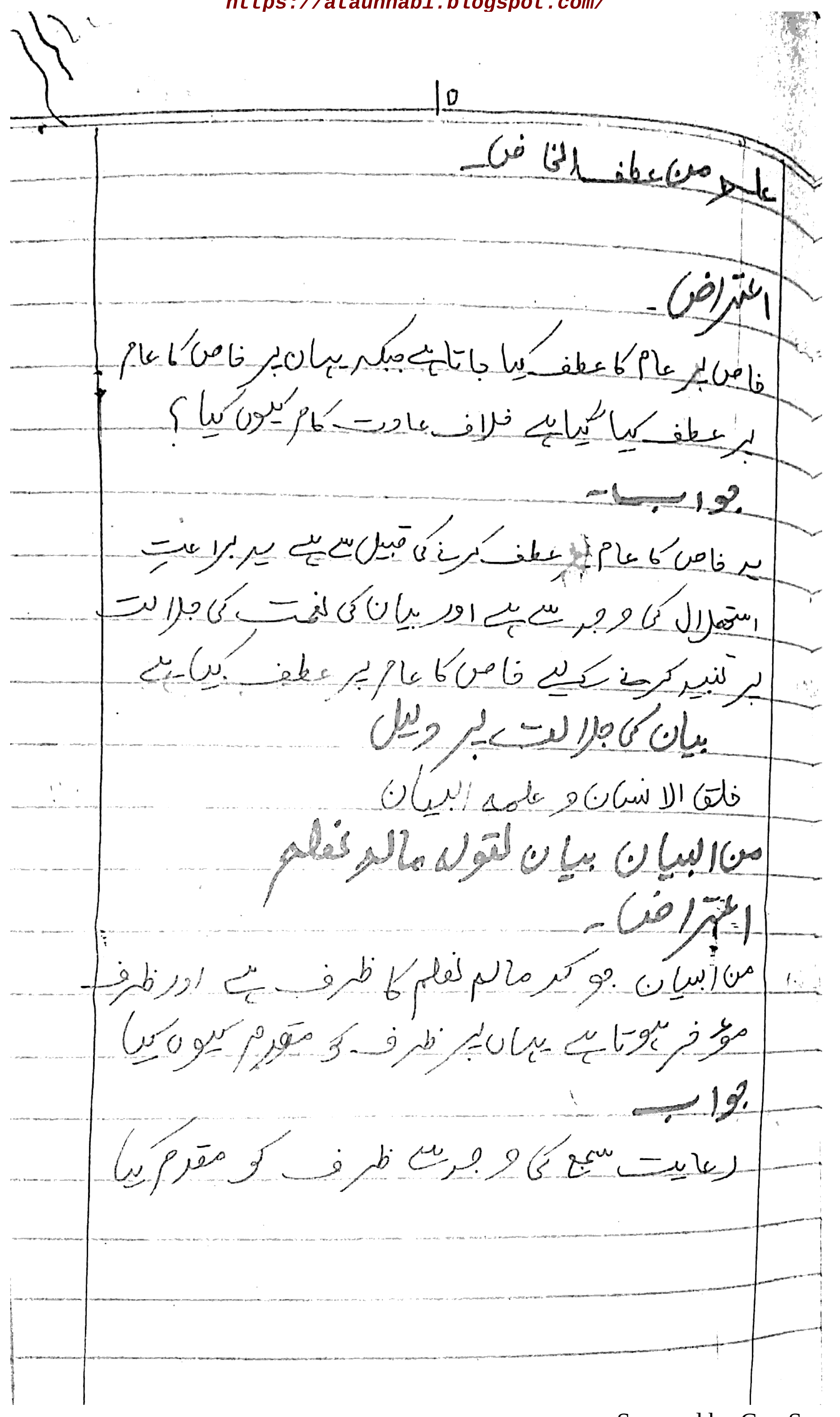
معنوی فساد

اگر ما مصدریہ مراد لیں تو حمد ہو گی انعام پر جو کہ منعم کے اوصاف میں سے ہے اور اگر ما موصولہ مراد لیں تو حمد نعمت پر ہو گی جس کا تعلق مخلوق کے ساتھ ہے لہذا ما موصولہ نہیں بلکہ مصدریہ لینا اوفق ہے

اعتراض۔
مصنف نے منعم بہ کو ذکر کیوں نہیں کیا؟

جواب
مصنف نے منعم بہ کو ذکر نہیں کیا عبارت کے قصور کی وجہ سے کہ عبارت منعم بہ کا احاطہ کرنے سے عاجز وقاصر ہے یا پھر اس وجہ سے مصنف نے منعم بہ کو ذکر نہیں کیا تاکہ یہ وہم پیدا نہ ہو کہ اللہ تعالی کا انعام کرنا اس شئے کے ساتھ خاص ہے اس کے علاوہ میں یا پھر اس وجہ سے کہ سامع کا نفس دوسری نعمتوں کی طرف جائے پھر مصنف نے بعض نعمتوں کی صراحت کی ایسے اصول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ انسان زندگی گزارنے کے لیے تمدن کی طرف محتاج ہے اور تمدن یہ ہے کہ وہ ایک دوسرا کی مدد کریں غذا لباس مسکن حاصل کرنے میں شریک ہوں اور یہ موقوف ہے اس پر کہ ان میں سے ایک اپنے صاحب کو اپنا ما فی الضمیر بیان کرے

اور معدومات و معقولات میں اشارہ کافی نہیں
ہوتا ہے اور لکھ کر کلام کرنا بہت مشکل امر ہے
پس اللہ تعالی نے ہم پر انعام کیا بیان سکھانے کے
ساتھ اور وہ بیان منطق الفصیح اور ما فی الضمیر کو
بیان کرتا پھر اس اجتماع کی وجہ سے ان میں معاملہ
درپیش آئے تو عدل سے کام لیا جائے گا جس پر تمام
متفق ہو جائیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک سے چاہتا
میری خواہش پوری کی جائے اور اس پر غضب کیا جائے
جو اس کے مقابلے میں آئے تو اس طرح غیر پر زیادتی
واقع ہوگی لہذا اجتماع اور معاملہ کا امر محال ہو جائے گا
اور عدل جزئیات غیر محصورہ کو شامل نہیں ہوتا
بلکہ اس کے لیے ایسے قوانین کلیہ کا ہونا ضروری ہے جو
کہ علم الشرائع ہے اور علم شرائع کے لیے ضروری
ہے کہ اسکا واضع ہونا جو اسکو خطاء سے درست
کرے اور وہ شارع ہے اور شارع کے لیے ضروری
ہے کہ اس کے لیے ایسی نشانیاں ہو جنکی وجہ سے لوگ
اسکی اطاعت کریں اور وہ انبیاء کے معجزات
ہیں اور ان کا سب سے بڑا معجزہ قرآن ہے جو
حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے



علیہ من عطف الثانی

اعتراض۔
خاص پر عام کا عطف کیا جاتا ہے جبکہ یہاں پر خاص کا عام پر عطف کیا گیا ہے خلاف عادت کام کیوں کیا؟

جواب۔
یہ خاص کا عام پر عطف کرنے کی قبیل سے ہے یہ براعت استہلال کی وجہ سے ہے اور بیان کی نعمت کی جلالت پر تنبیہ کرنے کے لیے خاص کا عام پر عطف کیا ہے

بیان کی جلالت پر دلیل
خلق الانسان و علمہ البیان

من البیان بیان لقولہ مالم نعلم

اعتراض۔
من البیان جو کہ مالم نعلم کا ظرف ہے اور ظرف موخر ہوتا ہے یہاں پر ظرف کو مقدم کیوں کیا

جواب
رعایت سجع کی وجہ سے ظرف کو مقدم کیا

ترجمہ

درود و سلام ہو ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو بہتر ہیں سب ان سے جو درست بولتے ہیں مصنف نے شارع کو دعا دی جو ان قوانین کلیہ کو وضع کرنے والے ہیں جو علم الشرائع ہیں اور افضل ہیں ان سے جن کو حکمت دی گئی حکمت سے مراد قوانین ہے کیونکہ حکمت علم الشرائع ہی ہے اس پر جو صاحب کشاف نے اپنی کتاب میں وضاحت کی

اعتراض۔

فعل معروف کی جگہ فعل مجہول لانے کی وجہ کیا ہے؟

جواب۔

فعل مجہول اس وجہ سے لائے تاکہ اس بات پر تنبیہ ہو جائے کہ اسے حکمت اللہ تعالی نے دی ہے نہ کہ اسے اپنی طرف سے عطاء ہوئی

اعتراض۔

اوتی کے فاعل کو حذف کیوں کیا

جواب۔

کیونکہ اس فعل کی صلاحیت اللہ تعالی ہی رکھتا ہے اور کوئی نہیں رکھتا لہذا اسی وجہ سے اوتی کے فاعل کو حذف کیا ہے

فصل الخطاب

فصل الخطاب سے مراد معجزہ ہے کیونکہ فصل کا معنی ہے بیان کرنا اور واضح کلام کو فصل کہا جاتا ہے

فصل کس کے معنی میں ہے

فصل مفصول کے معنی میں ہوگا یا پھر فاصل کے معنی میں ہوگا جب مفصول کے معنی میں ہوگا تو اس سے مراد وہ واضح کلام ہوگا جسکا مخاطب کو علم ہو جائے اور مخاطب پر التباس نہ ہو اور اگر فصل سے مراد فاصل ہو تو اس وقت مراد ہوگا وہ بیان جو حق و باطل اور خطاء و صواب کے درمیان فاصلہ کر دے پھر مصنف نے دعا کی ان کے لیے جنہوں نے شارع کی مدد کی احکام کے نافذ کرنے میں احکام کے پہچاننے میں اور کہا کہ آپ کی آل پر درود و سلام ہو

آل کی اصل

آل کی اصل اہل ہے اس پر دلیل یہ ہے کہ اسکی تصغیر اھیل آتی ہے امام کسائی فرماتے ہیں میں نے ایک فصیح اعرابی سے سنا وہ کہہ رہا تھا اھل و اھیل وال و اویل یعنی ان کے نزدیک آل کی اصل اول ہے

اولُ کا استعمال

یہ اشراف و قدر و منزلت والوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے

اطھار۔

یہ طاہر کی جمع ہے جیسے صاحب کی جمع اصحاب ہے اور اخیار اسکا جمع ہے خیر کی

اما بعد

اس میں مصنف چند چیزوں کو بیان کریں گے
(۱) اما کی اصل کیا ہے (۲) بعد کا اعراب (۳) اما کے بعد بعد لانے کی وجہ (۴) اما کی تحقیق (۵) فاء میں فاء کی تحقیق

اما کی اصل۔

مہما یکن من شیئ بعد الحمد والثناء

بعد کا اعراب۔

اسکے اعراب کی تین حالتیں ہیں
(۱) اسکا مضاف الیہ مذکور ہوگا تو بعد معرب ہوگا
(۲) اسکا مضاف الیہ محذوف ہوگا نسیا منسیا تو بھی معرب ہوگا
(۳) اسکا مضاف الیہ محذوف لیکن ذہن میں موجود ہو تو اسوقت مبنی بر ضمہ ہوگا

اما کے بعد بعد لانے کی وجہ

یہاں اما اسم کی جگہ واقع ہے جو کہ مبتدا ہے اور یہ فعل کی جگہ واقع ہونے کی وجہ سے شرط ہے تو اسکو فا لازم ہوگی جو شرط کو اکثر اوقات لازم ہوتی ہے

فلما پر ف کی تحقیق و لما کی تحقیق

لما یہ ظرف ہے اور یہ اذا کے معنی میں ہے اسکا استعمال شرط والا ہوتا ہے اسکے ساتھ فعل ماضی ملا ہوا ہوتا ہے خواہ ماضی لفظی ہو ضرب یا معنوی ہو لم یضرب

سیبویہ کا لما کے بارے میں موقف

سیبویہ فرماتے ہیں لما کسی امر کے واقع ہونے کی وجہ سے دوسرے امر کے واقع ہونے کے لیے آتا ہے

فتوھم منہ بعضھم

سوال

بعض لوگوں کو یہ وہم پیدا ہو گیا کہ جس طرح لو حرف شرط ہے اسی طرح لما بھی حرف شرط ہے

جواب ۔ ایسی بات نہیں بلکہ لما ظروف میں سے ہے ان دونوں میں فرق ہے لو ثانی کے انتفاء کے لیے آتا ہے پہلے کے انتفاء کی وجہ سے جیسے لو ضربتنی ضربتک اور لما ثانی کے ثبوت کے لیے آتا ہے اول کے ثبوت کی وجہ سے لما ضربتنی ضربتک

ما تقدم علم البلاغۃ

یہاں سے لیکر قسم الثالث تک ۱۱ ابحاث ہیں

(۱) علم البیان اور اسکے توابع سے کونسے علوم مراد ہیں

(۲) علم بلاغت کو اجل علوم کہنے پر اعتراض اور اسکے جواب

(۳) اذ یہ میں ضمیر کا مرجع کیا ہے

(۴) بہ کو تعریف پر مقدم کرنے کی وجہ

(۵) من العلوم کہنے میں کس طرف اشارہ ہے

(۶) علم البلاغت کے اجل علوم ہونے پر دلیل

(7) علم البلاغت کے ادق علوم ہونے پر دلیل

(8) قرآن پاک کے معجز ہونے پر دلائل

(9) قرآن پاک بلاغت کے اعلی مراتب پر کس طرح فائز ہے

(۱۰) تین اعتراضات

(۱۱) معرفت اعجاز کو بلاغت میں منحصر کرنے پر اعتراضا

البحث الاول

علم بلاغت سے مراد علم معانی و علم بیان ہے اور اسکے توابع سے مراد علم بدیع ہے

البحث الثانی

اعتراض

آپ نے علم بلاغت کو اجل علوم میں سے کہا ہے جبکہ علوم میں علم تفسیر و فقہ و حدیث بھی ہیں اور یہ افضل علوم میں سے ہیں علم بلاغت ان سے افضل نہیں ہے کیونکہ علم تفسیر و فقہ و حدیث علوم اصلیہ میں سے ہیں جبکہ علم بلاغت علوم آلیہ میں سے ہے لہٰذا مصنف کو چاہیے تھا کہ وہ یہ قید لگاتے کہ وہ علوم جن کا تعلق عربی لفظ سے ہے ان میں علم بلاغت افضل ہے؟

جواب اول

اسکو عربی لفظ کے ساتھ مقید کرنے کی حاجت نہیں کیونکہ مصنف نے جو اسے اجل علوم سے کہا ہے علوم آلیہ میں سے ایک گروہ کے اعتبار سے کہا کہ یہ اجل علوم میں سے ہے

جواب ثانی

بطور دعویٰ و مبالغہ کے اسے اجل علوم سے کہا کیونکہ ہر شخص اس پر خوش ہوتا ہے جو اس کے پاس ہے

البحث الثالث

بہ میں ہ ضمیر کا مرجع علم بلاغت و اسکے قواعد ہیں

البحث الرابع

حصر کرنے کے لیے بہ کو لفظ پر مقدم کیا کیونکہ جس کا مقام مؤخر ہو اسے مقدم کریں تو حصر کا فائدہ ہوتا ہے

البحث الخامس

من العلوم میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس میں من تبعیضیہ ہے

البحث السادس

علم بلاغت نظم قرآن میں وجوہ اعجاز سے آگاہ پوشیدگیاں اور پیچیدگیاں کھولتا ہے اس وجہ سے یہ اجل العلوم ہے

البحث السابع

علم بلاغت سے عرب کی باریکیاں اور رموز جانے جاتے ہیں اس وجہ سے اس کو افضل [illegible] کہتے ہیں

البحث الثامن

(۱) قرآن ما کان ما یکون کی خبریں دیتا ہے اس لیے معجز ہے

(۲) تدافع اور تناقض سے پاک ہے اس لیے معجز ہے

(۳) قرآن کا ذمہ اللہ عزوجل نے اپنے اوپر لیا ہے

(۴) قرآن بلاغت کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہے اس لیے معجز ہے

آخری وجہ ہے کو علامہ تفتازانی نے لیا ہے

البحث التاسع

کیونکہ قرآن پاک دقائق و اسرار پر مشتمل ہے اور قرآن پاک ایسے خواص پر مشتمل ہے جو انسان کی طاقت سے باہر ہے

اعتراض -

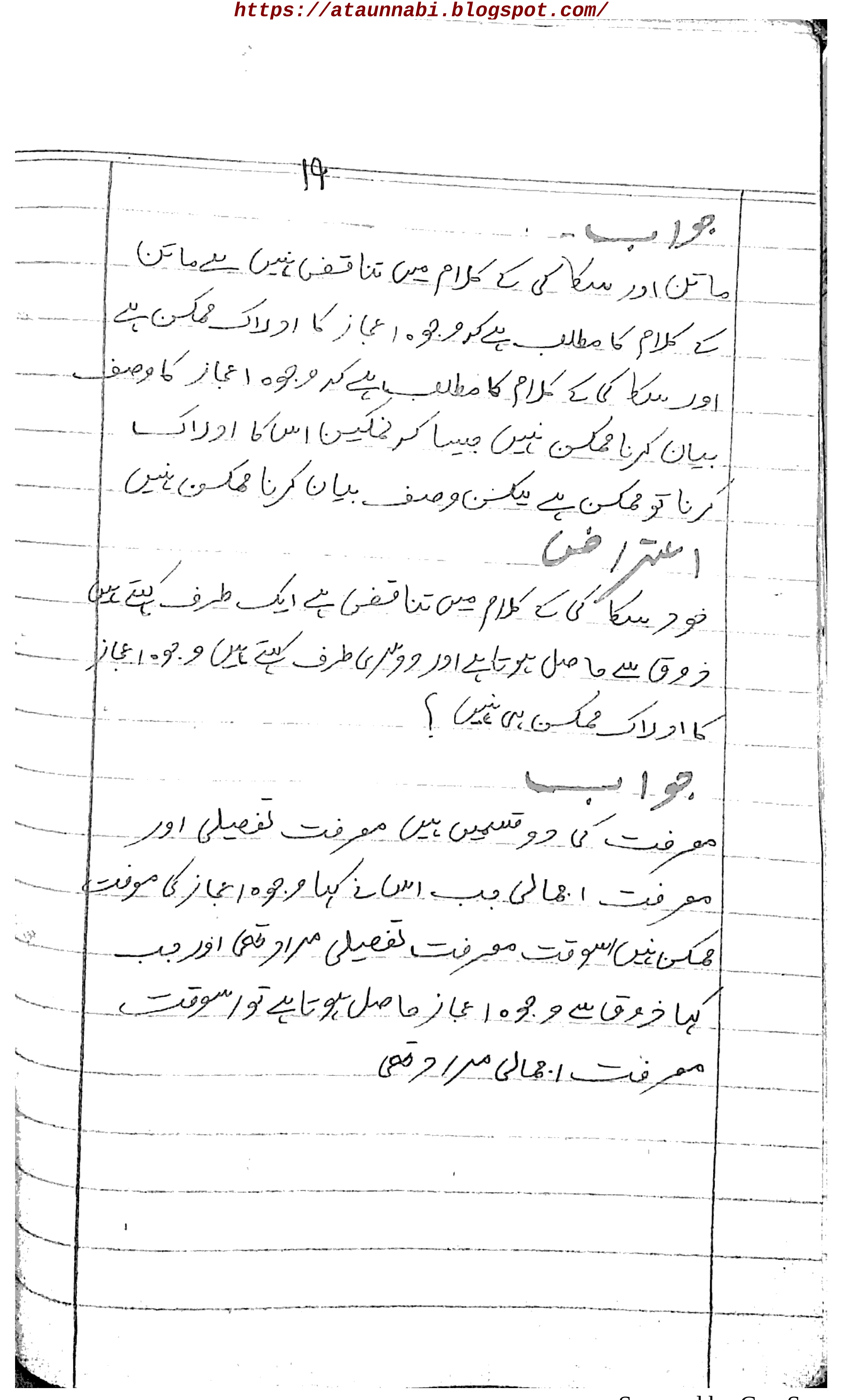
ماتن اور سکاکی کے کلام میں تناقض ہے وہ اس طرح کہ ماتن کہتے ہیں کہ علم بلاغت نظم قرآن میں وجوہ اعجاز سے قرآن کے پردے کھولتا ہے سکاکی کہتے ہیں کہ قرآن کا مدرک وہ ذوق سے یعنی ذوق سے معلوم ہوگا

جواب -

ماتن کا کہنا عام ہے ذوق سے حاصل ہو یا اس کے علاوہ سے حاصل ہو سکاکی کا کہنا بھی عام ہے کہ ذوق بذریعہ کو علائق حاصل ہو یا کسبی حاصل ہو تو لہذا دونوں کے کلام میں تناقض نہ ہوا

اعتراض -

ماتن کہتے ہیں کہ قرآن پاک کے اعجاز کو جاننا ممکن ہے سکاکی کہتے ہیں قرآن پاک کی وجہ اعجاز ایسی چیز ہے جس کی معرفت ممکن ہی نہیں تو ایک ہی چیز کا ممکن و غیر ممکن ہونا لازم آرہا ہے جو کہ درست نہیں؟



جواب:

ماتن اور سکاکی کے کلام میں تناقض نہیں ہے ماتن کے کلام کا مطلب ہے کہ وجوہ اعجاز کا ادراک ممکن ہے اور سکاکی کے کلام کا مطلب ہے کہ وجوہ اعجاز کا وصف بیان کرنا ممکن نہیں جیسا کہ نمکین اس کا ادراک کرنا تو ممکن ہے لیکن وصف بیان کرنا ممکن نہیں

اعتراض

خود سکاکی کے کلام میں تناقض ہے ایک طرف کہتے ہیں ذوق سے حاصل ہوتا ہے اور دوسری طرف کہتے ہیں وجوہ اعجاز کا ادراک ممکن ہی نہیں؟

جواب

معرفت کی دو قسمیں ہیں معرفت تفصیلی اور معرفت اجمالی جب اس نے کہا وجوہ اعجاز کی معرفت ممکن نہیں اسوقت معرفت تفصیلی مراد تھی اور جب کہا ذوق سے وجوہ اعجاز حاصل ہوتا ہے تو اسوقت معرفت اجمالی مراد تھی

اعتراض

معرفت وجوہ اعجاز کو بلاغت میں منحصر کرنا درست نہیں کیونکہ وجوہ اعجاز بلاغت کے علاوہ سے بھی جانے جاتے ہیں؟

جواب

یہاں حصر سے مراد حصر حقیقی نہیں بلکہ حصر اضافی ہے

اعتراض

آپ نے کہا کہ ماتن کی مراد یہ ہے کہ اسکا ادراک ممکن ہے اور سکاکی نے یہ کہا کہ اس کا وصف بیان کرنا ممکن نہیں اس پر کیا دلیل ہے؟

جواب

اس کی طرف مصنف نے مفتاح کی بعض جگہوں کی طرف میں اشارہ کیا ہے جیسے مصنف کا قول علم استدلال میں فصاحت و بلاغت کی جنس وجہ اعجاز میں سے الگ ہیں اور جس کی طرف کوئی راستہ نہیں مگر ان دو علموں کی لمبی خدمت سے اور ایک دوسری جگہ لکھا ہے علم اصول کے بعد کوئی علم نہیں جو ان دو علموں کے علاوہ ہو اور وجوہ اعجاز کے پردوں کو ان سے زیادہ کھولنے والا ہو اللہ کوئی علم نہیں

13۔

اعتراض

ما قبل میں مذکور ہوا کہ یہ دو علم یعنی فصاحت و بلاغت کمال کشف کے موجب ہیں لہذا یہ کامل طور پر وجہ اعجاز کی معرفت کے موجب بنیں گے اور اسکی حقیقت کی معرفت کے موجب بنیں گے؟

جواب

وجہ اعجاز اور اس کے ادراک کا بیان اسکی حقیقت کے ساتھ ممکن نہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس علم کا احاطہ نہیں کر سکتا لہذا ہر بلاغت قرآن کی حقیقت داخل نہیں ہوگی مگر اللہ تعالیٰ کے علم کے تحت داخل ہوگی۔

14۔

متن میں مذکورہ استعارات کا بیان

استعارہ بالکنایہ

کسی شے کو کسی شے کے ساتھ دل میں تشبیہ دینا اور ارکان تشبیہ میں سے صرف مشبہ کو ذکر کیا جائے اور اس کے لیے مشبہ بہ کے لازمات میں سے کسی لازم کو ثابت کیا جائے

Scanned by CamScanner

استعارہ تخییلیہ

مشبہ کے لیے مشبہ بہ کے لوازمات میں کسی کو ثابت کرنا

استعارہ ترشیحیہ

مشبہ کے لیے مشبہ بہ کے کسی مناسب کو ذکر کیا جائے

ایہام

معنی قریب کو چھوڑ کر معنی بعید مراد لینا

استعارہ مصرحہ

مشبہ بہ کو ذکر کرنا اور مشبہ مراد لینا

درس

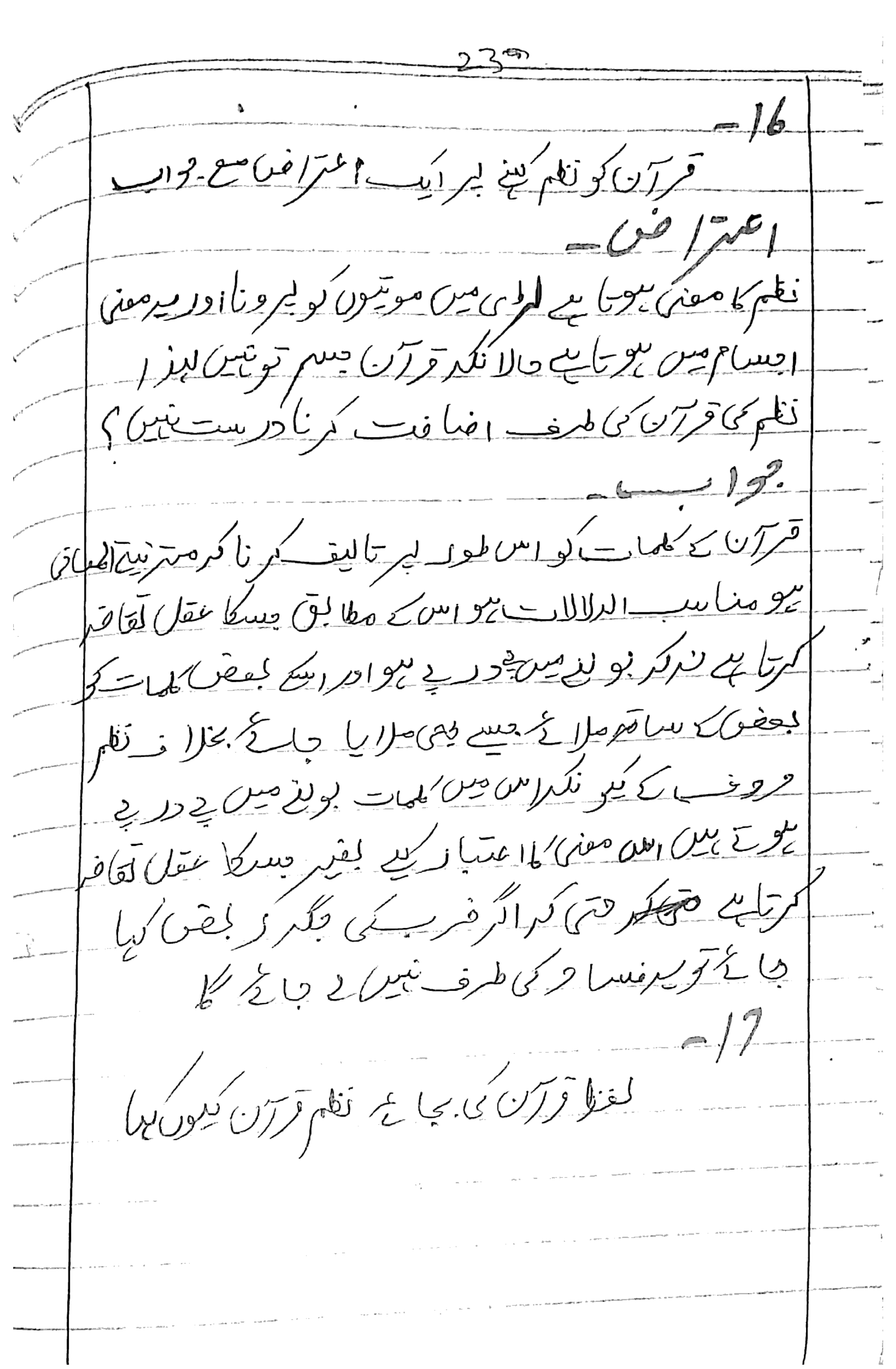
قرآن کی لغوی و اصطلاحی بحث

لغوی معنی

قرآن فعلان کے وزن پر ہے مفعول کے معنی میں ہے

اصطلاحی معنی

قرآن نام رکھا گیا ہے اس کا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے



16-

قرآن کو نظم کہنے پر ایک اعتراض مع جواب

اعتراض:-

نظم کا معنی ہوتا ہے لڑی میں موتیوں کو پرونا اور یہ معنی اجسام میں ہوتا ہے حالانکہ قرآن جسم تو نہیں لہذا نظم کی قرآن کی طرف اضافت کرنا درست نہیں؟

جواب:-

قرآن کے کلمات کو اس طور پر تالیف کرنا کہ مترتبۃ المعانی ہو متناسب الدلالات ہو اس کے مطابق جسکا عقل تقاضہ کرتا ہے نہ کہ بولنے میں پے در پے ہو اور اسکے بعض کلمات کو بعض کے ساتھ ملائے جیسے بھی ملایا جائے بخلاف نظم حروف کے کیونکہ اس میں کلمات بولنے میں پے در پے ہوتے ہیں اس معنی کا اعتبار کیے بغیر جسکا عقل تقاضہ کرتا ہے حتی کہ اگر ضرب کی جگہ ربض کہا جائے تو یہ فساد کی طرف نہیں لے جائے گا

17-

لفظ قرآن کی بجائے نظم قرآن کیوں کہا

سوال۔

لفظ قرآن کے بجائے نظم قرآن کیوں کہا؟

جواب۔

اس کے تین جواب دیئے ہیں

(۱) اس وہم کو دور کرنے کے لیے کہ محض الفاظ سے اعجاز ثابت نہیں ہوتا اگر صرف الفاظ سے اعجاز ثابت ہوتا تو ان علوم کو معارفت کا اعجاز میں کوئی دخل نہ ہوتا کیونکہ ان علوم کا تعلق محض الفاظ کے ساتھ نہیں ہے

(۲) یہاں استعارہ مصرحہ ہے یہاں مشبہ بہ کو ذکر کیا اور وہ نظم ہے اور مراد مشبہ ہے جو کہ لفظ ہے

(۳) یہاں لطافت کو بیان کرنا مقصود تھا کہ قرآن کے کلمات موتیوں کی طرح ہیں

کان القسم الثالث سے لیکر و لکن کان القسم الثالث تک مصنف ۳ چیزوں کو بیان کریں گے

(۱) مصنف نے مفتاح العلوم کی قسم ثالث کو منتخب کیوں کیا۔

(۲) تفصیل کے بعد غفران لانے کی وجہ

(۳) تفصیل میں استعارہ کا بیان

(۴) اعظم کی ترکیب، فیہ میں ضمیر کا مرجع اور نفعا کی ترکیب

رکیا قسم ثالث کے ۲ اوصاف بیان کرنے پر اعتراض اور اسکا جواب

(۶) ترتیب کی تعریف (۷) معمول کے متعلق کا بیان
(۸) متعلق محذوف نکالنے کی وجہ (۹) دلیل پر دلیل
(۱۰) مصدر پر معمول کو مقدم کرنے پر شارح کا موقف
(۱۱) مصنف کے موقف پر دلائل
(۱۲) مخالفین کی دلیل کا رد

بحث اول

مصنف نے مفتاح العلوم میں سے قسم ثالث کو منتخب اس وجہ سے کیا کیونکہ جو علم بلاغت اور اس کے توابع کے بارے میں مشہور کتب تصنیف کی گئی ہیں یہ ان سب سے اعظم ہے فائدے کے اعتبار سے اور یہ ترتیب کے لحاظ سے کتب مشہور سے احسن ہے اور اس وجہ سے کہ یہ تھذیب کلام میں کامل ترین ہے اور اس وجہ سے کہ اس میں اصول و قواعد کثیر ہیں لہٰذا ان وجوہات کے بنا پر مصنف نے قسم ثالث کو اختیار کیا ہے

بحث ثانی

تغمدہ کے بعد غفران لانے کی وجہ

اعتراض۔ تغمد کا معنی ہے ستر ذنوب اور غفران کا معنی بھی یہی ہے لہٰذا تغمد کے بعد غفران لانا فضول ہے؟

جواب

یہ تخصیص بعد از تعمیم کی قبیل سے ہے تقصیر میں ستر ذنوب عام ہے کہ وہ توبہ سے ہو یا محض اللہ کی رحمت سے ہو اور غفران میں توبہ سے ہوگا

بحث ثالث

تقصیر میں استعارہ کا بیان۔

تقصیر یہ قصر سے ہے اس کا معنی ہے تلوار کا غلاف تو یہاں مشبہ بہ کا لازم ذکر کیا گیا ہے اور علامہ سکاکی کو یہاں نیزہ تلوار سے تشبیہ دی گئی ہے اور یہ استعارہ تخییلیہ ہے

بحث رابع

اعظم کی ترکیب فیہ کا مرجع لفظاً کی ترکیب

اعظم کان کی خبر ہے فیہ میں ضمیر کا مرجع علم بلاغت و توابع بلاغت ہے لفظاً اعظم سے تمیز ہے

بحث خامس

قسم ثالث کے اوصاف بیان کرنے پر اعتراض مع جواب

اعتراض۔ مصنف نے قسم ثالث کا وصف بیان کیا ترتیب اور ترتیب کا معنی ہے ہر شئے کو اسکے اپنے مرتبے میں رکھنا اور یہ چیز زیادتی نقصان قشر و ضعف کو قبول نہیں کرتی لہذا ترتیب کو احسن کہنا درست نہیں؟

جواب
ہر مسئلہ کے مراتب ہوتے ہیں مثلا بعض مسئلوں کے مراتب
بعض سے زیادہ لائق ہوتے ہیں تو ان کو اس میں رکھنا
احسن ہے اور اگر تو اس گفتگو کے صدق کو جاننا چاہتا ہے تو
شیخ عبد القاہر کی کتب کا مطالعہ کر گویا کہ تو انہیں دیکھے
ٹوٹے ٹوٹے ہوئے ہار اور اسکے موتی بکھرے ہوئے ہیں

بحث سادس

ترتیب کی تعریف
ہر شئی کو اسکے مرتبے میں رکھنا ترتیب کہلاتا ہے

بحث سابع

للاصول کے متعلق کا بیان
یہ جملہ محذوف کے متعلق ہے جسکی تفسیر آگے والا جملہ کر رہا ہے

بحث ثامن

محذوف متعلق نکالنے کی وجہ

اعتراض
جب جملہ الفاظ میں موجود ہے تو پھر محذوف کیوں نکالا؟
جواب۔ اس لیے کہ مصدر کا معمول مصدر پر مقدم نہیں
ہوتا اگر للاصول کو جملہ ملفوظ کے متعلق کریں تو یہ خرابی
لازم آئے گی مصدر عمل کرنے کے وقت ان مع الفعل کی
تاویل میں ہوتا ہے اور وہ موصول ہے اور صلہ

یا معمول جو معمول پر مقدم نہیں ہو سکتا جیسے نفی وغیرہ جیسے
الا جزء کا نفی جز اس پر مقدم نہیں ہو سکتا

بحث تاسع

کی دلیل پر دلیل

بحث عاشر

مصدر پر معمول کو مقدم کرنے میں قباحت کا موقف
مصدر پر اسکا معمول مقدم ہو سکتا ہے جب معمول ظرف
یا جار مجرور ہو

بحث احد عشر

شارح مصنف کے موقف پر دلیل

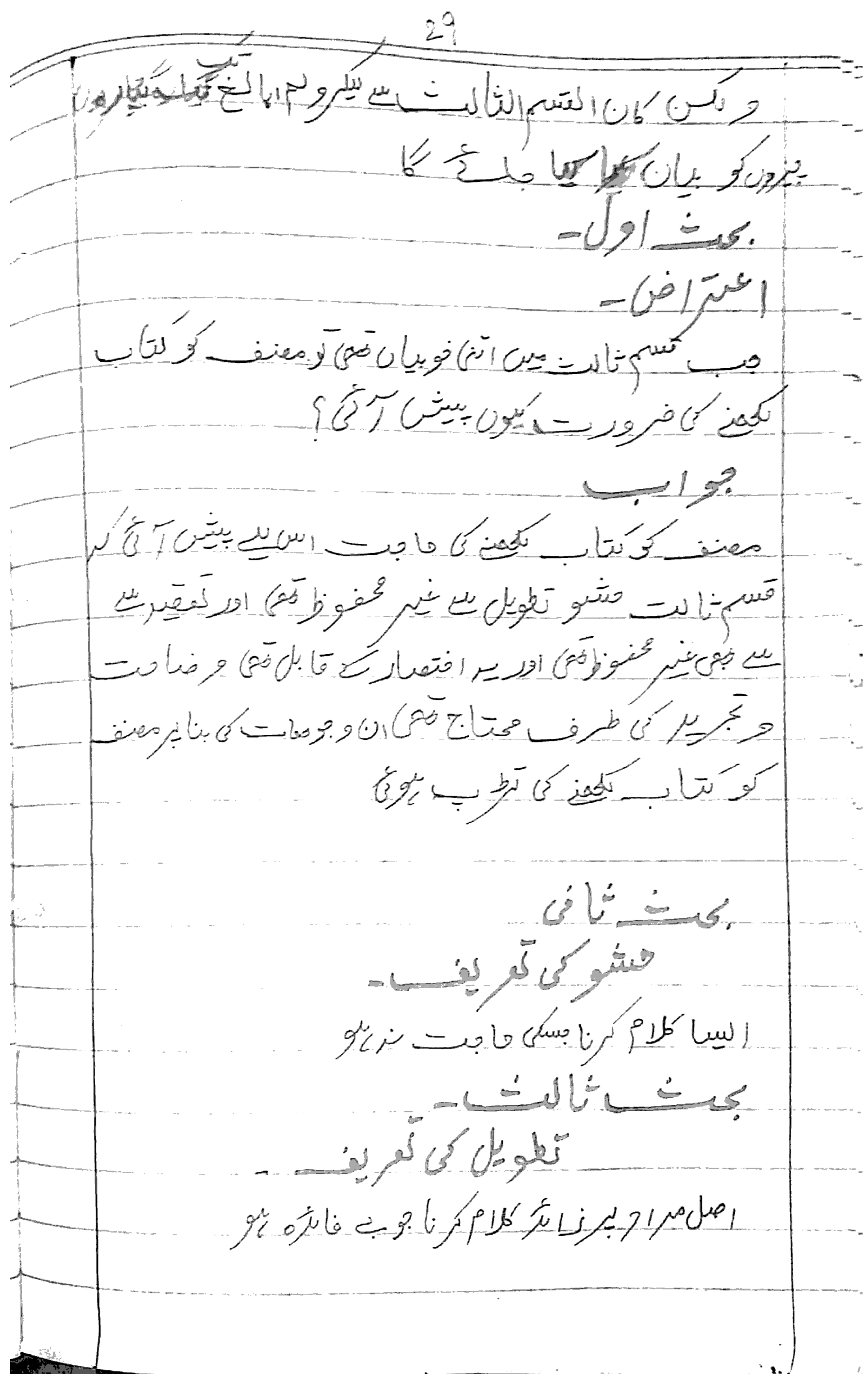
قال اللہ تعالیٰ = فلما بلغ معہ السعی ولا تاخذکم بھما رأفۃ

اب اس آیت میں السعی مصدر ہے اور اسکا معمول
ظرف معہ ہے جو کہ مقدم ہے اسی طرح رأفۃ بھی مصدر
ہے اور اسکا معمول بھما ہے جو کہ مقدم ہے اور ایسی
مثالیں قرآن میں کثیر ہیں

بحث اثنا عشر

مخالفین کی دلیل کا رد

ہر وہ شئے جسکی کسی شئے کے ساتھ تاویل کی جائے اسکا حکم
اسکے حکم کی طرح نہیں ہوتا جس کے ساتھ تاویل کی گئی ہے
اس لیے کہ معہ ظرف ہے اور ظرف میں وہ وسعت ہوتی ہے
جو دوسروں میں نہیں ہوتی



ولکن کان القسم الثالث سے لیکر ولہم ایہا الخ تک تمام گیارہ چیزوں کو بیان کیا جائے گا

بحث اول۔

اعتراض۔

جب قسم ثالث میں اتنی خوبیاں تھی تو مصنف کو کتاب لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آ گئی؟

جواب

مصنف کو کتاب لکھنے کی حاجت اس لیے پیش آئی کہ قسم ثالث حشو تطویل سے غیر محفوظ تھی اور تعقید سے بھی غیر محفوظ تھی اور یہ اختصار کے قابل تھی وضاحت و تحریر کی طرف محتاج تھی ان وجوہات کی بنا پر مصنف کو کتاب لکھنے کی ترغیب ہوئی

بحث ثانی

حشو کی تعریف۔

ایسا کلام کرنا جسکی حاجت نہ ہو

بحث ثالث۔

تطویل کی تعریف۔

اصل مراد پر زائد کلام کرنا جو بے فائدہ ہو

بحث رابع۔

تعقید کی تعریف۔

کلام کا مغلق ہونا جسکے معنی کو حاصل کرنا مشکل ہو

بحث خامس

قاعدہ کی تعریف۔

وہ حکم کلی ہے جو اپنی جزئیات پر منطبق ہو تا کہ اس حکم کلی سے اسکی جزئیات کے احکام کو حاصل کیا جائے

بحث سادس۔

مثال کی تعریف۔

وہ جزئیات جنکو قواعد کی وضاحت کے لیے ذکر کیا گیا ہو اور مستفید کی فہم تک پہچانے کے لیے ذکر کیا گیا ہو

بحث سابع۔

شواہد کی تعریف

وہ جزئیات ہیں جن کے ساتھ اثبات قواعد میں استدلال کیا جائے

بحث ثامن۔

امثلہ اور شواہد میں نسبت۔

امثلہ اور شواہد میں نسبت عموم خصوص مطلق کی ہے یعنی کیونکہ ہر شاہد مثال ہوتا ہے لیکن ہر مثال شاہد نہیں ہوتی کیونکہ شاہد قرآن سے ہوگا یا کلام عرب جس پر اعتماد ہو جب کہ مثال قرآن سے بھی ہو سکتی ہے اور دیگر عربی سے بھی ہو سکتی ہے جو قابل اعتماد نہ ہو

بحث تاسع۔

الو کی لغوی تحقیق۔

الو الو سے ہے بمعنی کتاہی کرنا

الو کا استعمال۔

کبھی الو کا استعمال ان کے قول لا الوئہ جہدا سے دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے اور معنی یہ ہوگا میں کوشش کرنے میں کسی چیز نے نہیں روکا اور یہاں پر مفعول اول حذف ہے کیونکہ وہ غیر مقصود ہے اصل عبارت یوں ہوگی لو امنع اجتہادا

بحث عاشر

جہد کی لغوی تحقیق:۔

جہد کو ضمہ کے ساتھ اور فتحہ کے ساتھ پڑھیں تو معنی ہوگا اجتہاد امام فراء کہتے ہیں ضمہ کے ساتھ پڑھیں گے تو معنی طاقت ہوگا اور اگر فتحہ کے ساتھ پڑھیں گے تو معنی مشقت ہوگا

بحث احد عشر

ضمائر کے مرجع۔

عقیلہ اور عزیزہ میں ہ ضمیر کا مرجع مختصر ہے

ولم ابالغ سے چند چیزیں بیان کی جائیں گی

بحث اول

بیان ترکیب۔

تقریبا مفعول لہ ہے اس کے لیے جس کو لم ابالغ کا معنی متضمن ہے

بحث ثانی

لم ابالغ کا معنی۔

لم ابالغ ترکت کے معنی میں ہے گویا کہ یوں کہا کہ میں نے تقریبا اختصار کرنے میں مبالغہ کو چھوڑ دیا ہے

بحث ثالث

لم ابالغ کو ترکت کے معنی میں لینے کی وجہ

لم ابالغ پر اعتراض ہونے کی وجہ سے لم ابالغ کو ترکت کے معنی میں لیا ہے

اعتراض

جب نفی جملہ فعلیہ پر داخل ہو اور اس میں قید ہو تو وہ حرف نفی اس قید کی نفی کرتا ہے نہ کہ فعل کی جیسے ما جاءنی زید راکبا اب اس میں راکب ہونے کی نفی ہے نہ کہ مجیئت کی نفی ہے اگر لم ابالغ کو ترکت کے معنی میں نہ لیں تو معنی ہو گا میں نے اختصار کرنے میں مبالغہ تو کیا ہے لیکن تقریب و تسہیل کے لیے نہیں کیا بلکہ کسی دوسرے امر کی وجہ سے مبالغہ کیا ہے حالانکہ یہ بات مقصود کے خلاف ہے

جواب

لم ابالغ کو ترکت کے معنی میں لیں گے تو ماقبل اعتراض دفع ہو جائے گا لیکن دونوں صورتوں میں معنی ایک ہی ہو گا

بحث رابع ماقبل اعتراض کہاں سے ثابت کیا

شیخ نے اپنی کتاب دلائل الاعجاز میں اس قاعدہ کو نقل کیا ہے

بحث خامس۔

شارح کا مصنف پر اعتراض۔

اعتراض۔

شارح فرماتے ہیں مصنف نے اپنی عمر کی قسم کھائی حالانکہ قسم تو ذاتِ باری تعالیٰ کے اسماء و صفات کے ساتھ منعقد ہوتی ہے؟

جواب

عمری سے پہلے واہب محذوف ہے اصل عبارت یوں ہوگی لواہب عمری لہذا اعتراض رفع ہوگیا

بحث سادس

ذلک کے مشار الیہ کی تعیین

ذلک کا مشار الیہ قواعد شواہد و امثلہ ہیں

بحث سابع

فوائد و زوائد کہنے میں حکمت

مصنف نے جو کہا اس میں فوائد و زوائد ہیں وہ اس اعتبار سے کہا جو بزرگوں کی کتب سے قواعد ذکر کیے ہیں انہیں فوائد کہا اور جو اپنی طرف سے قواعد و اصول بیان کیے ان کو زوائد کہا ہے انھوں نے عاجزی کا مظہر بننے کے لیے ایسا کیا ہے *

~~انا اسئل اللہ میں مسند الیہ کو مقدم~~
سمیتہ سے لیکر نعم الوکیل تک 13 نکات بیان کیے جائیں گے

نکات اول

انا اسئل میں مسند الیہ کو مقدم کرنے کی وجہ

یہاں مسند الیہ کو مقدم کرنے کی کوئی وجہ حسن نہیں ہے کیونکہ یہاں نہ تو تخصیص کا مقتضی ہے کیونکہ تخصیص کی صورت معنی یہ ہو گا کہ میں ہی اللہ سے سوال کرتا ہوں حالانکہ دوسرے بھی سوال کرتے ہیں اور تقویت کا بھی مقتضی نہیں کیونکہ تقویت اس وقت لازم ہوتی ہے جب مخاطب حکم کا انکار کر رہا ہو حالانکہ یہاں یہ بات بھی نہیں ہے صرف واؤ کو حالیہ بنانے کے لیے مسند الیہ کو مقدم کیا تو جملہ اسمیہ لائے

نکات ثانی

ایک وہم اور اس کا ازالہ

وہم یہ پیدا ہوتا تھا کہ جملہ اسمیہ اس لیے لائے ہیں تا کہ استمرار کا فائدہ حاصل ہو جب استمرار ہی مراد لینا تھا تو وہ تو مضارع سے بھی استمرار تجددی کی صورت حاصل ہوتا اس کی بحث مصنف آگے کریں گے

نکتہ ثالثہ

من فضلہ کی ترکیب

من فضلہ ان ینفع سے حال بنے گی

نکتہ رابعہ

ھو حسبی پر اعتراض اسکا جواب

اعتراض

حسبی مصدر ہے اور مصدر وصف ہوتا ہے اور ھو ذات پر دلالت کرتا ہے اور وصف کا ذات پر حمل کرنا درست نہیں ہوتا

جواب

حسبی محسبی یا کافی کے معنی میں ہے جو کہ اسم فاعل ہے اور اسم فاعل ذات ہوتا ہے لہذا اب ذات کا ذات پر حمل ہوگا اعتراض کا دفع ہونا مخفی نہ ہوا

نکتہ خامس

نعم الوکیل کی ترکیب۔ ترکیب اول

نعم الوکیل ھو حسبی پر معطوف ہے اس صورت میں مخصوص بالمدح محذوف ہوگا جیسے نعم الرجل میں زید محذوف مخصوص بالمدح ہے لہذا یہاں اللہ اسم جلالت مخصوص بالمدح محذوف ہے

ترکیب ثانی۔

نعم الوکیل کا عطف حسبی پر ہے جب حسبی پر عطف کریں گے تو مخصوص بالمدح ھو ضمیر مقدم ہو گی یعنی ھو نعم الوکیل

بحث سادس۔

جملے کی مفرد پر عطف کی حیثیت۔

مفرد پر جملے کا عطف کرنا درست ہوتا ہے جب مفرد فعل کے معنیٰ کو متضمن ہو جیسے اللہ تعالیٰ کے فرمان میں فالق الاصباح و جعل اللیل سکنا اس میں و جعل اللیل سکنا پورے جملہ کا عطف اصباح پر ہے جو کہ مفرد ہے اور یہاں مفرد مرکب کے مقابلہ میں ہے

بحث ثامن سابع

ماتن کا مقدمہ پر مقدمہ۔

ماتن کے مقدمہ سے پہلے شارح کا مقدمہ مراد ہے۔

بحث ثامن

وجہ حصر۔ کیونکہ جو اس میں مذکور ہے وہ یا تو اس فن میں مقاصد کی قبیل سے ہو گا یا نہیں اگر نہ ہو تو مقدمہ ہو گا اگر اس سے غرض معنیٰ مراد کو ادا کرنے میں خطا سے بچنا ہو تو وہ فن اول ہو گا اگر اس سے غرض تعقید معنوی سے بچنا ہو تو فن ثانی ہو گا ورنہ اگر اس کی وجوہ تحسین جانے جائیں تو وہ فن ثالث ہو گا

بحث تاسع

ایک اعتراض مع جواب

اعتراض۔
وجوہ تحسین کے لیے اس کا معین ہونا کیوں ضروری ہے ہو سکتا ہے کسی اور کے لیے ہو؟

جواب۔
ہم اس کو غور و فکر سے دور کریں گے

بحث عاشر

خاتمہ کا تعلق کس کے ساتھ ہے
خاتمہ کا تعلق فن ثالث سے ہے

بحث احد عشر

سوال: مقدمہ کو نکرہ اور باقی کو معرف کیوں لائے؟

جواب
کیونکہ مقدمہ کا پہلے معہود نہیں ہے اس وجہ سے نکرہ لائے اور باقی فنون ثلاثہ کو معرف اس وجہ سے لائے کہ ان کا معہود مقدمہ میں مذکور ہے لہذا اسی بنا پر فنون ثلاثہ کو معرف لائے ہیں

مقدمہ سے لیکر لو صف بحاالاخیر ان تک دس چیزیں بیان کی جائے گی

بحث اول۔

مقدمہ کی ترکیب۔

مقدمہ مبتدائے محذوف ھذہ کی خبر ہے

بحث ثانی

مقدمہ کن چیزوں کے بیان میں ہے۔

مقدمہ فصاحت و بلاغت کے بیان میں ہے اور علم بلاغت کو علم معانی و بیان میں منحصر کرنے کے بیان میں ہے اور اُن کے بیان میں ہے جو ان کے ساتھ متصل ہیں جن کی طرف کلام چلایا جاتا ہے

بحث ثالث

مقدمہ کو لانے کا فائدہ۔

مقدمہ کا فائدہ یہ ہے کہ اس میں علوم ثلاثہ کی غایت اور انکی طرف محتاج کو تحقیق و تفصیل سے بیان کیا جائے گا

بحث رابع

مقدمہ کا لغوی معنی۔

مقدمہ مقدمۃ الجیش سے ماخوذ ہے اور مقدمۃ الجیش اس جماعت کو کہتے ہیں جو جماعت سے آگے رہے

بحث خامس

[illegible]

اعتراض۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] ؟

جواب

[illegible]

[illegible] اعتراض ختم ہوگیا

بحث سادس

[illegible] کی تعریف

[illegible]

[illegible]

بحث سابع

[illegible] کی تعریف

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بحث ثامن

ان دو مقدموں میں جن لوگوں نے فرق نہ کیا ان کا رد۔ جن لوگوں نے مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب میں فرق نہیں کیا ان پر دو امر مشکل ہو گئے ان کا جواب دینے کے لیے وہ تکلفات میں پڑ گئے ان دو امروں میں سے پہلا امر یہ ہے کہ علوم ثلاثہ کے مسائل موقوف ہیں ان پر جو مقدمہ میں ذکر کیا حالانکہ صاحب مفتاح نے مقدمہ کو علم معانی و بیان کے آخر میں ذکر کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے علوم ثلاثہ کے مسائل مقدمہ پر موقوف نہیں دوسرا امر یہ ہے کہ بعض کتب میں ہوتا ہے مقدمہ علم کی تعریف موضوع غرض و غایت کے بیان میں ہے یہ ان کا گمان ہے بلکہ یہ تو عین مقدمہ ہے لہٰذا ان اعتراضات کا جواب دینے کے لیے وہ تکلفات میں جا پڑے ہیں تو بہتر یہی ہے کہ مقدمۃ العلم و کتاب میں فرق مانا لیں اور مصنف کی یہاں مراد مقدمۃ الکتاب ہے

بحث تاسع

شارح پر اعتراض مع جواب۔

اعتراض۔

فصاحت و بلاغت کی مختلف تعریفات بیان کی گئی ہیں پہلے شارح نے ماتن کی تعریف کو کیوں لیا ہے؟

جواب

اولیٰ یہی ہے کہ اس پر اکتفاء کیا جائے جو کتاب میں ذکر کیا گیا ہے کیونکہ دوسری تعریفات میں اطناب ہے

بحث عاشر۔

فصاحت کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ

لغوی معنیٰ۔

تنبئ عن الابانة و الظهور

اصطلاحی معنیٰ۔

یوصف بها المفرد و الکلام و المتکلم

بلاغت لوصف بحا الاضمار اس میں گیارہ امور کو بیان کیا جائیگا

(۱) بلاغت کا لغوی و اصطلاحی معنی (۲) فقط کی تحقیق

(۳) فقط میں فاء کونسی ہے (۴) فصاحت کی تعریف حقیقی کا بیان

(۵) اس چیز کا بیان کہ ماتن کی تعریف مجازی ہے

(۶) متن کی تعریف مجازی ہونے کا منشاء

(۷) تعریف حقیقی اور تعریف مجازی میں علاقہ کونسا ہے

(۸) تعریف سے پہلے تقسیم لانے پر اعتراض اور اسکا جواب

(۱۰) ایک اعتراض اور اسکا جواب

(۱۱) ایک اعتراض اور اسکا جواب

الامر الاول

بلاغت کا لغوی معنی۔

تنبئ عن الوصول والانتہاء

اصطلاحی معنی۔

لوصف بحا الکلام والمتکلم فقط۔

الامر الثانی

فقط کی تحقیق

فقط اسماء افعال میں سے ہے بمعنی انتہ

الامر الثالث

سوال فقط میں فاء کونسی ہے

فاء کی تین قسمیں ہیں (۱) فاء جزائیہ (۲) فاء عاطفہ (۳) فاء تفریعیہ ہے اور ان میں سے جو کسی بھی فاء عاطفہ کے لیے معطوف علیہ کا ہونا ضروری ہے اور فاء تفریعیہ کے لیے متفرع علیہ کا ہونا ضروری ہے اور فاء جزائیہ کے لیے ما قبل میں شرط کا ہونا ضروری ہے اور ان میں سے کوئی بھی یہاں موجود نہیں لہٰذا یہاں کونسا فاء مراد لیں گے

جواب۔

اکثر کلام میں فاء تزیینیہ ہوتا ہے اور یہاں پر بھی فاء تزیینیہ ہے

الامر الرابع

فصاحت کی تعریف تحقیقی کا بیان

فصاحت علماء بلاغت کے نزدیک اس لفظ کو کہتے ہیں جو ان قوانین پر جاری ہو جو ان کے کلام میں غور و فکر کرنے سے حاصل ہو اور عرب کی زبانوں پر کثیر الاستعمال ہو اور ان کی عربی پر اعتماد کیا گیا ہو اور انہوں نے غور و فکر سے جانا ہو کہ یہ الفاظ جو کثیر الاستعمال ان کے درمیان ہیں وہ الفاظ ہیں جو ان کی زبان پر جاری ہو اس حال میں کہ وہ تنافر حروف اور تنافر کلمات اور غرابت و تعقید لفظی و معنوی سے سلامت ہو

الامر الخامس

اس چیز کا بیان کہ ماتن کی تعریف مجازی ہے

ماتن نے فصاحت کی تعریف جو قوانین غرابت اور تعقید سے

مخالفت سے سلامت ہو اسمیں مصنف نے تعریف فصاحت

کے لازم سے کی ہے اور جسکی تعریف اسکے لازم سے کی جائے اسے

مجازی کہتے ہیں

الامر السادس

متن کی تعریف مجازی ہونے کا منشاء -

فصاحت کی تعریف حقیقی وجودی ہے اور خلوص لازم میں

غیر محمول ہے کیونکہ وجودی ہے اور خلوص عدمی ہے لہذا

وجودی چیز کی عدمی سے تعریف کرنا درست نہیں تھا اس

لیے ماتن نے تعریف فصاحت کے لازم سے کی ہے

الامر السابع

تعریف حقیقی و مجازی میں علاقہ کونسا ہے

ان میں علاقہ لازم ملزوم کا ہے

الامر الثامن

تعریف سے پہلے تقسیم لانے پر اعتراض اور اسکا جواب

اعتراض۔

تعریف پہلے ہوتا ہے تقسیم بعد میں ہوتا ہے مصنف نے

تقسیم تعریف سے پہلے کیوں کی؟

جواب۔

مخالفت مفرد میں لغت کی طرف راجع ہوتی ہے اور کلام میں نحو کی طرف راجع ہوتا ہے اور غرابت مفرد کے ساتھ خاص ہے اور تعقید کلام کے ساتھ خاص ہے حتی کہ فصاحت مفرد و کلام گویا کہ الگ الگ حقیقتیں ہیں اسی طرح علماء بلاغت کے نزدیک بلاغت چند معانی کو کہا جاتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ کلام مقتضی حال کے مطابق ہو اور فصاحت و بلاغت میں سے ہر ایک متکلم کے لیے دوسرے معنی معنی کے اعتبار سے صفت واقع ہوتے ہیں اس لیے ماتن نے پہلے ان کی تقسیم کی اس کے اعتبار سے جس کے لیے یہ دونوں صفت بنتے ہیں پھر ان دونوں کی تعریف کی اس وجہ پر جو ان کے ساتھ خاص ہے اور ان کے لائق ہو۔

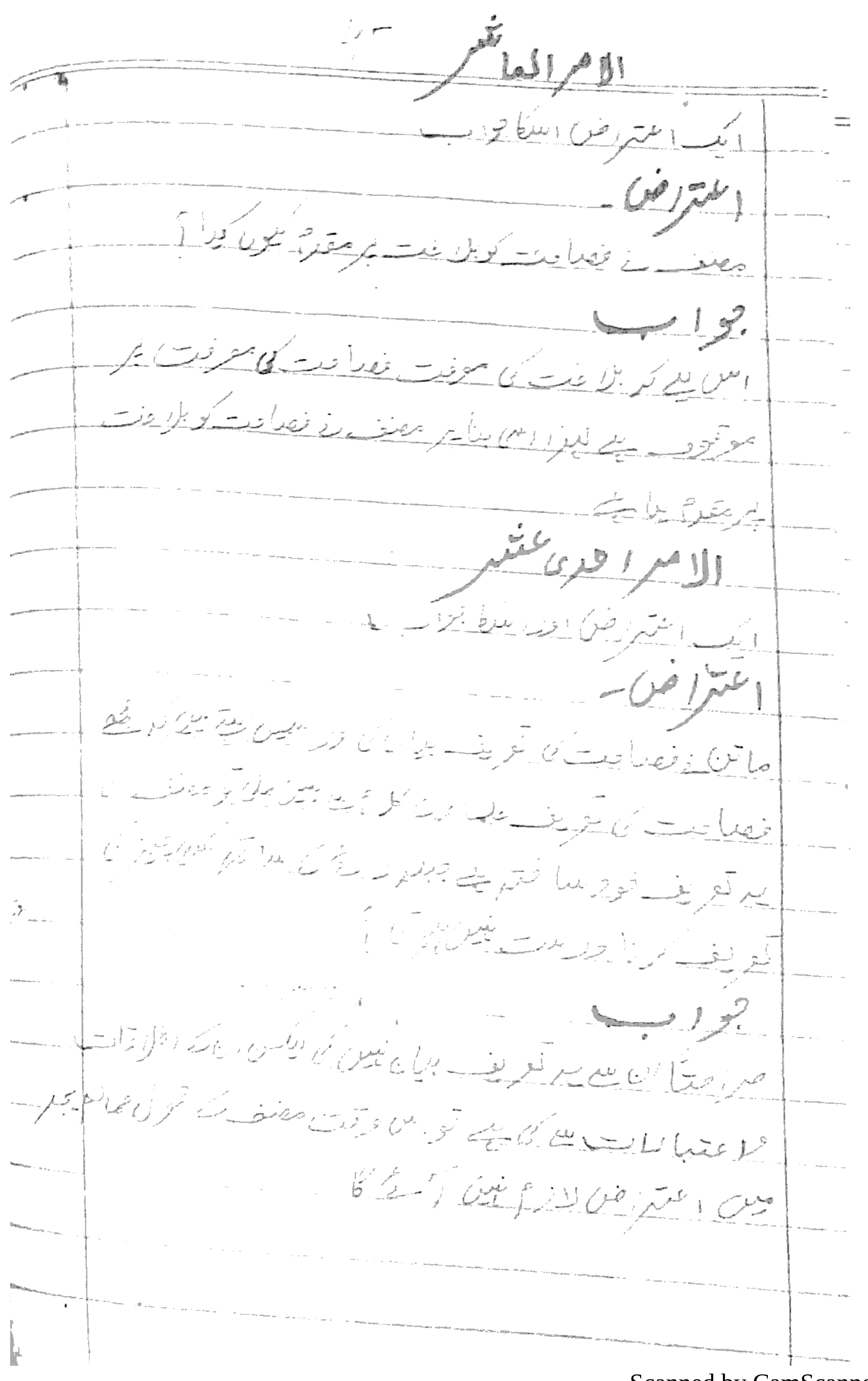
الامر التاسع

ایک اعتراض اور اسکا جواب۔

اعتراض۔

فصاحت بسیط ہے اور اس میں ترکیب کا احتمال نہیں ہے تو اسکی تین اقسام کی طرف تقسیم کرنا کیسے صحیح ہو گا؟

جواب۔ یہ تقسیم موصوف کے اعتبار سے ہے نہ کہ ذات کے اعتبار سے مصنف نے پھر ان میں سے ہر ایک کی تعریف اس طور پر کی کہ جو اسکو خاص ہے اور اسکو لائق ہے کیونکہ ایک ہی تعریف میں مختلف معانی کا جمع ہونا متعذر تھا اور اس کے درمیان کوئی قدر مشترک جامع نہیں ہے



الامر العاشر

ایک اعتراض اسکا جواب

اعتراض

مصنف نے فصاحت کو بلاغت پر مقدم کیوں کیا؟

جواب

اس لیے کہ بلاغت کی معرفت فصاحت کی معرفت پر موقوف ہے لہٰذا اس بنا پر مصنف نے فصاحت کو بلاغت پر مقدم کیا ہے

الامر احدی عشر

ایک اعتراض اور اسکا جواب

اعتراض

ماتن نے فصاحت کی تعریف بیان کی اور [illegible]
فصاحت کی تعریف [illegible]
یہ تعریف [illegible]
تعریف کرنا درست نہیں [illegible]؟

جواب

صراحتاً ماتن نے یہ تعریف بیان نہیں کی [illegible]
کے اعتبارات سے کی ہے تو اس وقت مصنف کے قول [illegible]
میں اعتراض لازم نہیں آئے گا

Scanned by CamScanner

ثم لما کا نت سے مستشرات تک ۹ چیزوں کو بیان کیا جائیگا

(۱) فصاحت کو بلاغت پر مقدم کیوں کیا

(۲) فصاحت فی المفرد کو مقدم کیوں کیا

(۳) فی المفرد کے متعلق کا بیان

(۴) فصاحت فی المفرد کی اقسام کی وجہ حصر

(۵) قیاس سے کونسا قیاس مراد ہے

(۶) اعتراض اور اسکا جواب

(۷) تنافر کی تعریف (۸) تنافر کی تقسیم (۹) غیر الکلمہ میں ضمیر کا مرجع

الامر الثانی

اعتراض

فصاحت فی المفرد کو فصاحت فی المتکلم و کلام پر مقدم کیوں کیا؟

جواب

کیونکہ فصاحت فی المتکلم و کلام کو سمجھنا فصاحت فی المفرد پر موقوف ہے اس لیے مقدم کیا ہے

الامر الثالث

فی المفرد کے متعلق کا بیان

فی المفرد کا ئنۃ کے لیے ظرف مستقر ہے

الامر الرابع

فصاحت فی المفرد کی اقسام کی وجہ حصر

لفظ مادہ ہوگا یا ہیئت ہوگا یا اسکی معنی پر دلالت ہوگی

اگر خلل مادہ میں ہو تو تنافر حروف اگر ہیئت میں ہوگا تو

مخالفت قیاس ہوگی اور اگر خلل معنی پر دلالت کرنے میں ہو تو

غرابت ہوگی

الامر الخامس

قیاس سے کونسا قیاس مراد ہے

قیاس سے وہ قیاس مراد ہے جو لغت میں غور و فکر کرنے

سے حاصل ہو

الامر السادس

ایک اعتراض اور اسکا جواب

اعتراض۔

آپ نے کہا فصاحت فی المفرد وہ ہے جو تنافر حروف غرابت

اور مخالفت قیاس سے خالی ہو لہذا اگر کسی مفرد میں ان تینوں

میں سے ایک پایا جائے تو یہ فصاحت فی المفرد کے مخل نہ ہوگا؟

جواب۔

یہاں سلب کلی مراد ہے لہذا ان میں سے کوئی بھی پایا جائے

گا تو وہ فصاحت کے مخل ہوگا

الامر السابع

تنافر کی تعریف

کلمہ میں ایسا وصف پایا جائے جو زبان پر کلمہ کو ثقیل کر دے اور اس کے ساتھ بولنا مشکل کر دے

الامر الثامن

تنافر کی تقسیم

تنافر کی دو قسمیں ہیں

(۱) جو ثقل میں تناہی کو واجب کر دے جیسے ہعخع اعرابی کے قول میں جس نے اپنی اونٹنی کے بارے میں پوچھا تو فرمایا اسے چھوڑ دو تاکہ یہ ہعخع میں چر لے

(۲) جو اس کے علاوہ ہو جیسے مستشزرات غدائرہ الی العلی

الامر التاسع

غدائرہ میں ضمیر کا مرجع

غدائرہ میں ضمیر کا مرجع بیت سابق کے لفظ فرع ہے

الامر الاول

مستشرقات کی لغوی تحقیق ۔

اگر مستشرقات کو [illegible] کے ساتھ [illegible] پڑھیں گے تو معنی ہوگا [illegible] اور اگر [illegible] کے ساتھ [illegible] پڑھیں تو [illegible] کے معنی ہوگا [illegible] [illegible] متعدی ہو سکتا ہے [illegible] [illegible] و غیر متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے

الامر الثانی

شعر کا معنی

اصلی چیٹیا بلندی کی طرف اٹھی ہوئی ہے مکمل شعر [illegible] کا گھمنڈ بلند [illegible] اور [illegible] ہوگا [illegible] [illegible] چیٹیا [illegible] کے ساتھ [illegible] ہوتی ہے

الامر الثالث

غرض شاعر

کثرت بالوں کو بیان کرنا غرض شاعر ہے

الامر الرابع

مستشزرات میں وجہ ثقل

تین مجتمع ہیں جو کہ مہموسہ رخوہ سنا اس ت کے درمیان جو مہموسہ شدیدہ اور اس ز کے درمیان زا کی جو جہرہ جو مجہورہ میں سے ہے

اس وجہ سے مستشزرات میں ثقل پایا جا رہا ہے

الامر الخامس

ثقل کو ختم کرنے کی ایک توجیہ

مستشرف سے مستشرفات پڑھیں گے تو ثقل باقی نہیں رہے گا

الامر السادس

مذکورہ موقف کا رد۔

آپ نے کہا ہے مستشرف سے پڑھیں گے تو ثقل باقی نہیں رہے گا

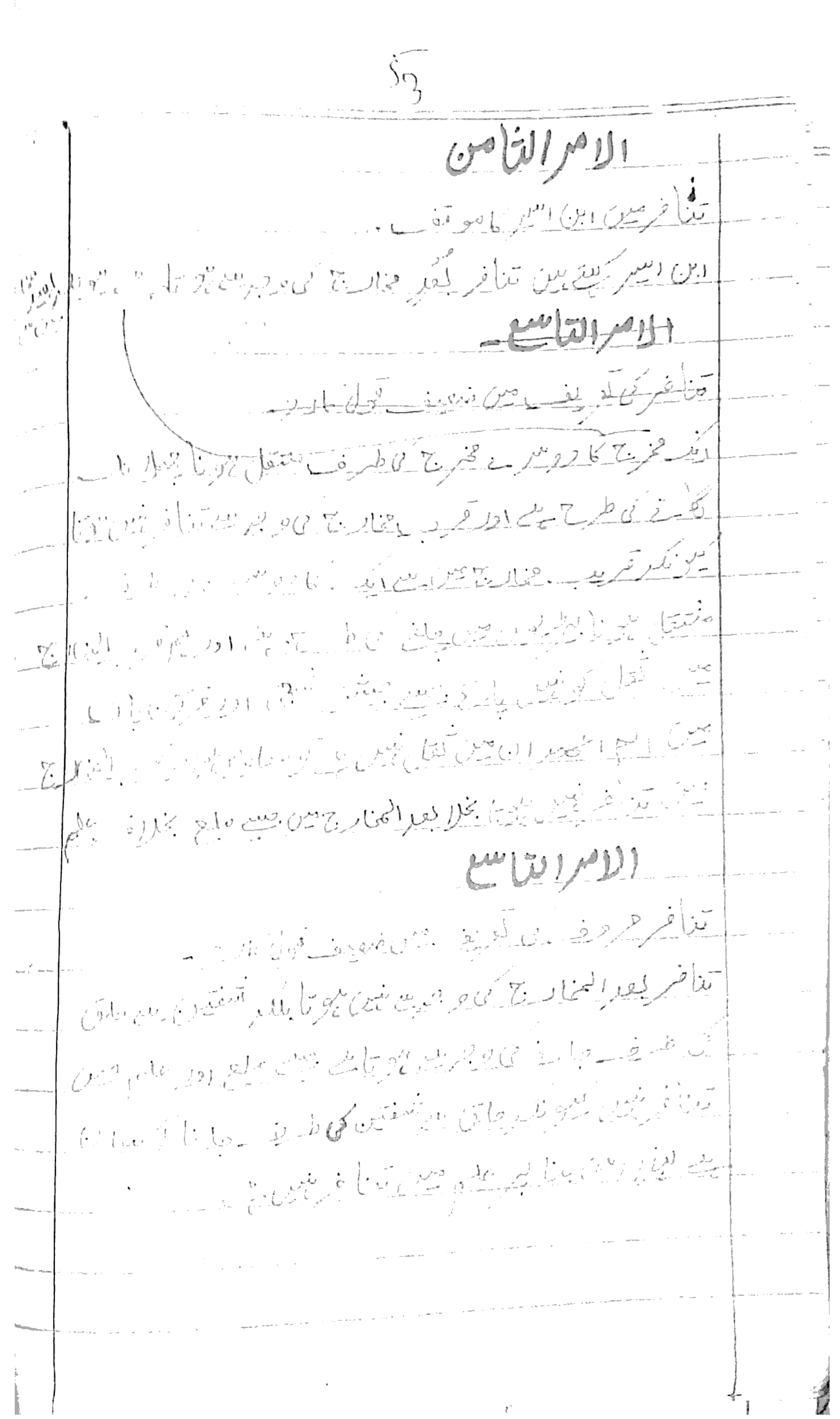
یہ [illegible] مجہورہ ہے لہذا مستشرف میں

بھی تنافر پایا جا رہا ہوتا

الامر السابع

مستشزرات میں ثقل [illegible]

[illegible]



الامر الثامن

تنافر میں ابن الجزری کا موقف۔

ابن دیسیر کہتے ہیں تنافر بُعدِ مخارج کی وجہ سے ہوتا [illegible]

الامر التاسع

تنافر کی تعریف میں ضعیف قول کا رد

ایک مخرج کا دوسرے مخرج کی طرف منتقل ہونا [illegible]

[illegible] کی طرح ہے اور قرب مخارج کی وجہ سے تنافر نہیں ہوتا

[illegible]

[illegible] بخلاف بعد المخارج میں جیسے ملع بخلاف علم

الامر التاسع

تنافر حروف کی تعریف میں ضعیف قول کا رد۔

تنافر بعد المخارج کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ [illegible]

[illegible] جیسے ملع اور علم میں

تنافر نہیں ہوتا [illegible] کی طرف [illegible]

[illegible] میں تنافر نہیں ہے

الامر العاشر

تنافر حروف میں راجح قول کا بیان

تنافر امر ذوقی ہے ہر وہ جسے ذوق صحیح ثقیل و متعسر النطق شمار کرے اسے تنافر کہتے ہیں چاہے وہ قرب المخارج سے ہو یا بعد المخارج سے ہو یا اس کے علاوہ میں سے ہو

الامر حادی عشر

شارح کے موقف کی ماتن کی طرف سے تائید مصنف نے اس وجہ سے اشارہ پر اکتفاء کیا اور اس کی حقیقت اور اس کے بیان سبب کی طرف [illegible] اس کے ضبط کے [illegible]

[illegible]

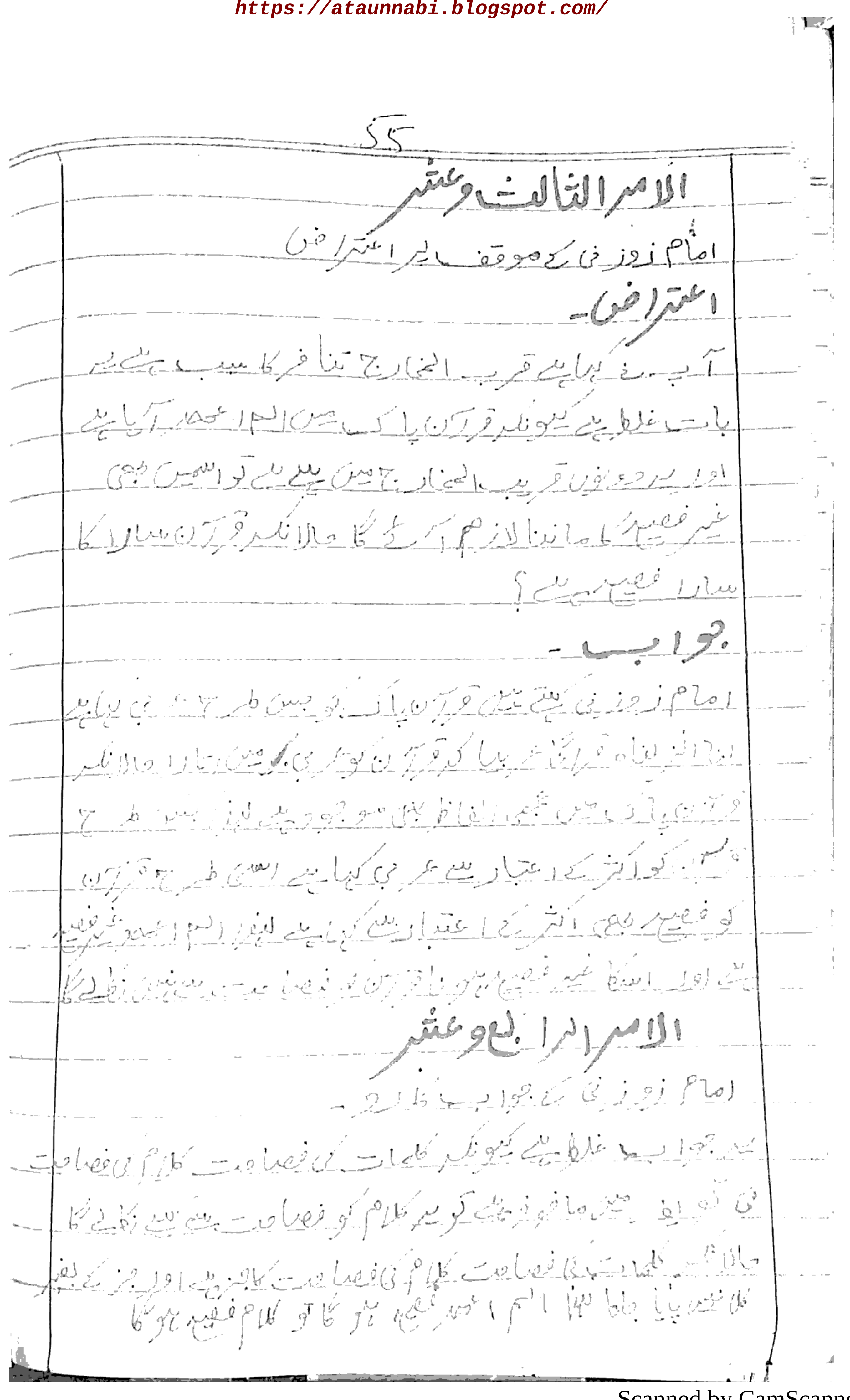
الامر ثامن عشر

امام [illegible]

[illegible]

فصاحت کلام کی مثال ہے

Scanned by CamScanner



۷۷

الامر الثالث وعشر

امام زوزنی کے موقف پر اعتراض

اعتراض۔

آپ نے کہا ہے قرب المخارج تنافر کا سبب ہے یہ بات غلط ہے کیونکہ قرآن پاک میں الم اعھد آیا ہے اور یہ دونوں قریب المخارج میں ہے تو اس میں بھی غیر فصیح کا ماننا لازم آئے گا حالانکہ قرآن سارا کا سارا فصیح ہے؟

جواب۔

امام زوزنی کہتے ہیں قرآن پاک کو جس طرح عربی کہا ہے انا انزلناہ قرآنا عربیا کہ قرآن کو عربی کہا ہے حالانکہ قرآن پاک میں عجمی الفاظ بھی موجود ہیں لہٰذا جس طرح قرآن کو اکثر کے اعتبار سے عربی کہا ہے اسی طرح قرآن کو فصیح بھی اکثر کے اعتبار سے کہا ہے لہٰذا الم اعھد غیر فصیح ہے اور اس کا غیر فصیح ہونا قرآن کو فصاحت سے نہیں نکالے گا

الامر الرابع وعشر

امام زوزنی کے جواب کا رد۔

یہ جواب غلط ہے کیونکہ کلمات کی فصاحت کلام کی فصاحت کی شرط ہے یعنی ما قبل میں کہا کہ یہ کلام کو فصاحت سے نہیں نکالے گا حالانکہ کلمات کی فصاحت کلام کی فصاحت کی شرط ہے اور جز کے بغیر کل نہیں پایا جاتا لہٰذا الم اعھد غیر فصیح ہو گا تو کلام غیر فصیح ہو گا

الامر الخامس و عشر

امام زوزنی کی دلیل کا رد

امام زوزنی کا یہ کہنا کہ کلام پاک جو عربی کہا گیا ہے اور اس میں
عجمی کلمات ہیں یہ بات غلط ہے اس کے تین جواب دیے ہیں
(۱) کلام عربی میں مفرد کا غیر عربی واقع ہونا نا مسلم ہے
(۲) یا پھر قرآن پاک میں جو عجمی کلمات ہیں وہ لغات مشترکہ
ہیں کہ عجمی بھی ہیں عربی بھی ہیں اور جو قرآن پاک میں
ہیں وہ عربی لغت سے ہے
(۳) یا پھر قرآن پاک میں جو عجمی کلمات ہیں وہ پہلے
عجمی تھے لیکن اب عربی ہو چکے ہیں

الامر السادس و عشر

امام زوزنی کے عقیدہ کو تسلیم کرتے ہیں تو فساد لازم آئے گا
اگر تسلیم کریں کہ قرآن میں عجمی کلمات ہیں تو آیت
کا معنی ہوگا عربی النظم ہے یا پھر عربی الاسلوب ہے
یا پھر اغلب [illegible] کے اعتبار سے قرآن کو عربی کہا گیا ہے
اور کلام کی نسبت [illegible] کی طرف [illegible] کہ یہ کلمہ عربی ہے جبکہ
فصاحت کلام میں ہر کلمہ کا فصیح ہونا شرط ہے لہذا فصاحت
کلام کو کلام عربی کہتے ہیں اس لیے یہ درست نہیں اور اگر تسلیم
کر لیں کہ قرآن میں عجمی ہے تو [illegible] الجنار [illegible]
ہو جاتا ہے [illegible] فصاحت [illegible]

سے نہیں نکلے گی لیکن یہ لازم آئے گا کہ یہ سورت ایک کلام غیر فصیح پر مشتمل ہے اب اس میں دو احتمال ہیں کیا تو اللہ عزوجل کو معلوم تھا کہ یہ غیر فصیح ہے اس کے باوجود اسے فصیح نہ کیا تو اس میں اللہ تعالیٰ کے لیے عجز ثابت ہوگا یا عجز نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے غیر فصیح ہونے کا علم نہیں تھا تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ کے لیے جہل لازم آئے گا جبکہ اللہ تعالیٰ ان دونوں سے پاک ہے دونوں کا ہونا سے اللہ تعالیٰ [illegible] نسبت کی ہے

غرابت سے لیکر نحو مسرج فی قول العجاج تک چند امور کو بیان کیا جائے گا۔

الامر الاول

غرابت کی تعریف

کون الکلمۃ وحشیۃ غیر ظاہرۃ الدلالۃ علی المعنی ولا مانوسۃ الاستعمال

الامر الثانی

ایک اعتراض مع جواب

اعتراض

آپ نے کہا جس کی دلالت معنی پر ظاہر نہ ہو وہ غرابت ہے اور قرآن کے متشابہ مجمل مشکل میں بھی ظاہری معنی پر دلالت نہیں ہوتی تو لازم آئے گا قرآن پاک میں غرابت ہے جبکہ قرآن اس سے پاک ہے؟

جواب۔

ظاہری معنی پر دلالت نہ ہو اس سے مراد یہ ہے کہ معنی موضوع لہ
پر ظاہری دلالت نہ ہو جبکہ مشکل مجمل متشابہ کی معنی موضوع لہ
پر دلالت ہوتی ہے لہذا اعتراض رفع ہو گیا

اعتراض۔

قرآن میں ہے ھلوعا اسکا معنی موضوع لہ ظاہر نہیں بلکہ اسکی وضاحت
آگے آ رہی ہے اذا مسہ الشر جزوعا تو اسکی معنی موضوع لہ پر
دلالت نہ ہوتی لہذا آپ کا یہ کہنا دلالت سے مراد معنی موضوع لہ
پر دلالت ہے غلط ہے؟

جواب۔

اس سے مراد یہ ہے کہ وہ مالوف الاستعمال نہ ہو جبکہ ھلوعا
مالوف الاستعمال ہے لہذا اعتراض رفع ہو گیا

الامر الثالث۔

غرابت کی تفسیر یوں۔

جسکی معرفت میں لغت کی بڑی بڑی کتابوں کی طرف
محتاج ہو جیسے تکأکأتم وافرنقعوا

الامر الرابع

تعیین قائل۔

اس کو عیسی ابن عمر النحوی نے کہا جب وہ گدھے سے گرا اور
لوگ جمع ہو گئے اور اس نے کہا تمہیں کیا ہوا تم مجھ پر

الامر الخامس

جمع ہو گئے ہو جیسے مجنوں پر جمع ہوتے تھے ایسا ہی جوہری نے
صحاح میں ذکر کیا ہے اور جار اللہ نے فائق میں ذکر کیا
ہے اس کو جار اللہ نے کہا ہے ابو علقمہ بصرہ کی ایک
بستی سے گزرا اور اس نے چھلانگ لگائی تو اس پر غشی طاری
ہو گئی تو قوم نے اس کی انگلی کو دبایا اور اس کے کان میں اذان
دی تو وہ چھلانگ لگا کر کھڑا ہو گیا اور کہا تمہیں کیا ہوا کہ تم
مجھ پر جمع ہو گئے ہو جیسے مجنوں پر جمع ہوتے تھے

الامر السادس

تکاکاتکو کے غریب ہونے پر مثال

جب لوگ اس کے پاس جمع ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ
اس کو چھوڑ دو اس کا شیطان ہندی زبان میں کلام کرتا ہے
[illegible]
[illegible]

(۶۰)

ولما کانت الامثلۃ [illegible] ثم الاسناد تک متن
ہم بارہ چیزوں کو بیان کریں گے

(۱) آنے والے متن کی تمہید (۲) اعتبارات نفی کا بیان
(۳) ایک تنبیہ کا بیان (۴) شیخ عبد القاہر کا قول
(۵) ان کے خصائص کا بیان (۶) فائدہ اول کا بیان
(۷) فائدہ نمبر ۲ نکرہ کا وقوع (۸) فائدہ نمبر تین حذف خبر
(۹) حکم منکر کی تاکید کو ترک کرنے کی صورت
(۱۰) حکم مسلم کو مؤکد کرنے کی صورت
(۱۱) مخاطب کے معتقد نہ ہونے کی وجہ سے حکم کو مؤکد کرنا

آنے والے متن کی تمہید

جب اعتبارات سابقہ کی امثلہ مذکورہ اثبات کے قبیل سے ہیں اس فرمان باری تعالیٰ کے علاوہ "لا ریب فیہ" تو مصنف نے تخصیص کے وہم کو دور کرتے ہوئے تعمیم کی طرف اشارہ کر دیا ہے

اعتبارات نفی کا بیان

ابتدائی مؤکدات سے خالی ہوگی جیسے ما زید قائم
طلبی میں کلام کو مؤکد کرنا مستحسن ہے جیسے ما ان زید بقائم
انکاری میں بحسب انکار تاکید لانا واجب ہے جیسے واللہ ما ان زید بقائم

تاکید کا بیان۔

حکم کی تاکید میں ان کا فائدہ اس بات میں منحصر نہیں ہے کہ
وہ شک کی نفی کے لیے یا انکار کے رد کے لیے ہو اور نہ ہی
کلام مؤکد میں یہ بات لازمی ہے کہ اس سے غرض انکار
محقق کا رد یا انکار مقدر کا رد کرنا ہو۔

شیخ عبد القاہر کا قول۔

شیخ عبد القاہر نے کہا کہ کبھی ان اس بات پر دلالت کرنے
کے لیے بھی آتا ہے کہ جو گمان متکلم کو تھا کہ اس طرح ہو گا لیکن
وہ کام اس طرح نہ ہو جیسے آپ کسی کی بہتر طریقہ
سے مہمان نوازی کی اور گمان کیا کہ جب ان کے پاس جاؤں
گا تو وہ بھی میری اچھے انداز میں مہمان نوازی کرے گا
حالانکہ معاملہ اس کے برخلاف تھا۔ دوسری مثال
رب انی وضعتہا انثی تیسری مثال رب ان قومی کذبون

خصائص کا بیان

(۱) ضمیر شان کا ان کے ساتھ ہونا حسن ہوتا ہے جو کہ
اس کے بغیر نہیں ہوتا بلکہ ضمیر شان ان کے بغیر آتی ہی نہیں
مثال۔ انہ من یتق و یصبر
(۲) نکرہ کو تیار کر جاتا تا کہ وہ مبتدا بن سکے
مثال ان شواہد و لنشوۃ عذب الباذل الاصعر

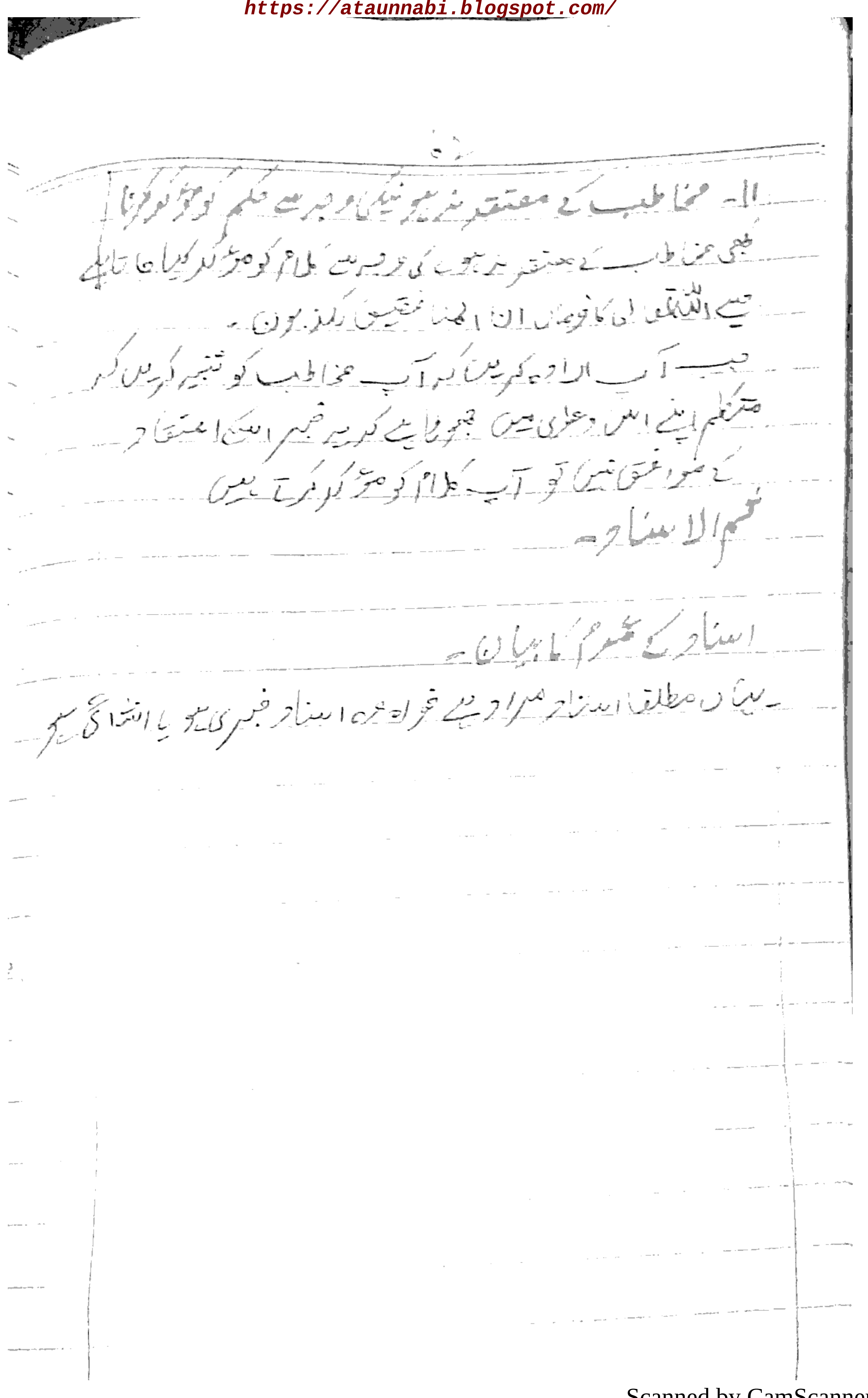
۳۔ ضمیر کو حذف کیا جاتا ہے جبکہ ان کی ضمیر ظرف ہو اور ان کا تکرار ہو، مثلا ان مالا وولدا زیدا

(۹) حکم منکر کی تاکید کو ترک کیا جاتا ہے

کبھی حکم منکر کی تاکید کو ترک کیا جاتا ہے کیونکہ متکلم تاکید لانے کی کوشش ہی نہیں کرتا اس وجہ سے کہ وہ اس کا مستحق ہی نہیں ہوتا یا پھر اس وجہ سے کہ اس سے پہلے معروف ہو اور شاید ہی وہ تاکید کو قبول کرتا ہے۔

(۱۰) حکم مسلم کی تاکید لانے کی وجہ

کبھی حکم مسلم کی تاکید لائی جاتی ہے اسکی صدق رغبت کی وجہ سے اور اس بات میں معروف ہونے کی وجہ سے صاحب کشاف نے کہا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان باری تعالیٰ میں واذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا حالانکہ منافقین خبر دیتے تھے وہ انکے ساتھ مخاطب نہیں ہوتے تھے



۱۱۔ مخاطب کے معتقد نہ ہونے کی وجہ سے منکر کو مؤخر کرنا

کبھی مخاطب کے معتقد نہ ہونے کی وجہ سے کلام کو مؤخر کر دیا جاتا ہے

جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ان الہما مقتیسن لکذبون۔

جب آپ ارادہ کریں کہ آپ مخاطب کو تنبیہ کریں کہ

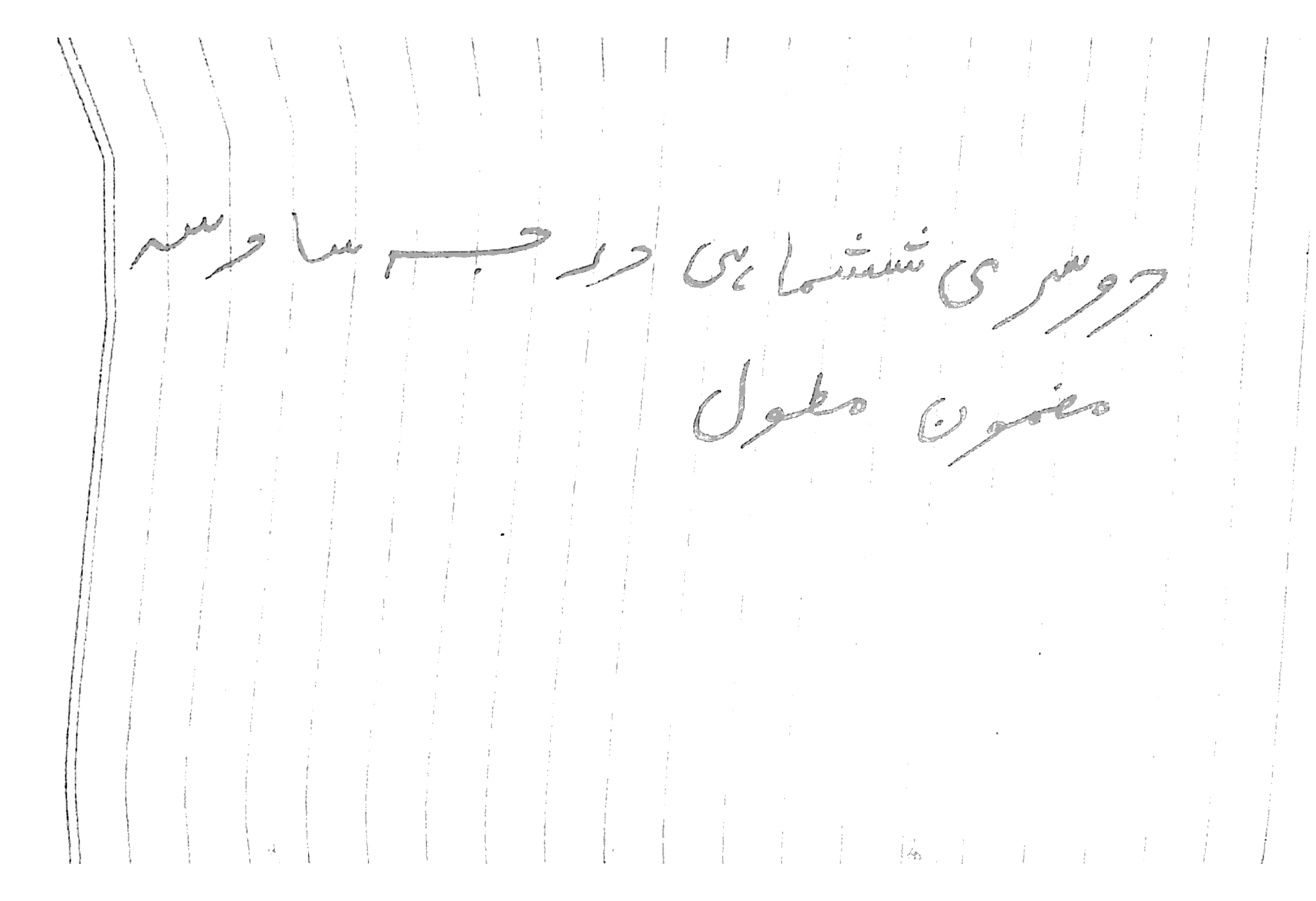
متکلم اپنے اس دعوی میں جھوٹا ہے کہ یہ خبر اس کے اعتقاد

کے موافق نہیں تو آپ کلام کو مؤخر کرتے ہیں

تمّ الاسناد۔

اسناد کے عموم کا بیان۔

یہاں مطلق اسناد مراد ہے خواہ وہ اسناد خبری ہو یا انشائی ہو



دوسری ششماہی درجہ سادسہ

مضمون مطول

ا

وہ لما کانت الامثلۃ سے لیکر ثم الاسناد تک مصنف گیارہ چیزیں بیان کریں گے

(۱) آنے والے متن کی تمہید (۲) اعتبارات نفی کا بیان
(۳) ایک تنبیہ کا بیان (۴) شیخ عبدالقاہر کا قول
(۵) اِنَّ کے خصائص کا بیان (۶) فائدہ نمبر ایک ضمیر شان
(۷) فائدہ نمبر دو نکرہ کا وقوع (۸) فائدہ نمبر تین خبر کا حذف
(۹) کلمہ منکر کی تاکید کو ترک کرنا (۱۰) کلام مسلم کی تاکید لانا
(۱۱) کلام کی تاکید لانا

آنے والے متن کی تمہید

مذکورہ امثلہ جتنی بھی گزری سوائے لاریب فیہ کے جسطرح اثبات میں پائی جاتی ہیں اسی طرح نفی میں بھی پائی جاتی ہیں اسی وجہ سے مصنف نے تعمیم کی طرف اشارہ کیا تخصیص کے وہم کو دفع کرنے کیلئے اور کہا هکذا اعتبارات النفی

اعتبارات نفی کا بیان۔

ابتدائی میں کلام کو تاکید سے خالی کیا جائے گا جیسے ما زید بقائم طلبی میں کلام کو مؤکد کرنا اچھا ہے جیسے ان زید لیس بقائم اور انکاری میں بحسب انکار تاکید لانا واجب ہے جیسے واللہ ان زیدا لیس بقائم

ایک تنبیہ کا بیان۔

حکم کی تاکید میں اِنَّ کا فائدہ اس بات میں منحصر نہیں ہے کہ
وہ شک کی نفی کے لیے یا انکار کے رد کے لیے ہو اور یہ بھی ہر
کلام مؤکد میں یہ بات لازمی ہے کہ اس سے غرض انکار محقق
کا رد کرنا یا انکار مقدر کا رد کرنا ہو

شیخ عبد القاہر کا قول۔

شیخ عبد القاہر نے کہا کبھی اِنَّ اس بات پر دلالت کرنے کے لیے
بھی آتا ہے کہ جو گمان متکلم تھا کہ اس طرح ہوگا لیکن وہ
کام اس طرح نہ ہو جیسے آپ نے کسی کی اچھی طرح مہمان نوازی
کی اور آپ نے یہ گمان کیا جب میں اس کے پاس جاؤں گا
تو وہ بھی میری اچھی طرح مہمان نوازی کرے گا لیکن وہ
آپ کی اس طرح مہمان نوازی نہ کرے
جیسے رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰی اور رب اِنَّ قومی کذبون

اِنَّ کے خصائص

فائدہ اول۔ ضمیر شان

ضمیر شان اِنَّ کے ساتھ واقع ہو تو یہ ضمیر شان کا حسن ہوتا
ہے جو اِنَّ کے بغیر حاصل نہیں ہوتا بلکہ ضمیر شان اِنَّ کے
بغیر آتی ہی نہیں۔ جیسے اِنَّہٗ مَنْ یَتَّقِ وَیَصْبِرْ
اِنَّہٗ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْءًا یُجْزَ بِہٖ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الْکٰفِرُوْنَ

خاصہ ثانی۔

نکرہ کو تیار کرتا ہے تاکہ وہ [illegible]

[illegible]

خاصہ ثالث۔

تیسرا [illegible] معروف کرنا جب [illegible]

[illegible]

کبھی حکم منکر کی تاکید کو ترک کیا جاتا ہے۔

بعض دفعہ متکلم ایسی تاکید کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا

کبھی حکم مسلم کی تاکید کو لایا جاتا ہے

[illegible]

[illegible] حکم مسلم کی تاکید [illegible]

واذا خلوا الی شیطینہم قالوا انا معکم

حکم کی تاکید۔

کبھی مخاطب کے معتقد [illegible] کلام کو مؤکد کیا جاتا ہے

جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا الیکم لمرسلون [illegible]

الا دعوہ کرے کہ آپ مخاطب کو [illegible] کر کے کلام [illegible]

میں جھوٹا ہے کہ یہ خبر اسکے اعتقاد کے موافق نہیں [illegible] کلام کو مؤکد کیا [illegible]

ثم الاسناد سے لیکر وھی اسناد الفعل الفعل تک
مصنف آٹھ چیزیں بیان کریں گے۔
(۱) اسناد کے عموم کا بیان ہیں ضمیر کے بجائے اسم ظاہر لانے کی وجہ
(۲) اسناد کی اقسام (۳) ایک اعتراض مع جواب
(۴) حقیقت و مجاز کو اسناد کی صفت قرار دینے کی وجہ
(۵) اسناد کو حقیقت عقلیہ اور مجاز عقلیہ کہنے کی وجہ
(۶) حقیقت و مجاز کو علم بیان میں ذکر نہ کرنے کی وجہ
(۸) مذکورہ جواب پر اعتراض۔

اسناد کا عموم۔
اسناد عام ہے کہ وہ انشائی ہو یا خبری ہو
ضمیر کے بجائے اسم ظاہر لانے کی وجہ۔
اسم ظاہر لائے اسم ضمیر نہ لائے تاکہ اس بات کا وہم
نہ ہو کہ ضمیر اسناد خبری کی طرف لوٹ رہی ہے
اسناد کی اقسام۔
اسناد کی دو قسمیں ہیں (۱) حقیقت عقلیہ (۲) مجاز عقلیہ
اعتراض۔
جب کسی شے کی تقسیم کی جائے تو حروف حصر میں سے
کوئی حرف لاتے ہیں لیکن مصنف نے اسناد کی تقسیم
میں حرف حصر کیا استعمال نہیں کیا؟

جواب:

مصنف کے نزدیک بعض اسناد کی ایسی قسمیں بھی ہیں جو نہ تو حقیقت ہوتی ہیں اور نہ ہی مجاز ہوتی ہیں جیسے الحیوان جسم اسی وجہ سے مصنف نے حرف حصر کے استعمال کو ترک کیا

حقیقت و مجاز کو اسناد کی صفت قرار دینے کی وجہ

اگر ہم حقیقت و مجاز کو اسناد کی صفت بنائیں تو یہ بنفسہ اور بغیر واسطہ کے اسناد کی صفت بنے گے اور کلام کی صفت بنائیں تو یہ واسطہ کے ساتھ صفت بنے گے اس چیز پر مشتمل ہونے کی وجہ سے جو عقل کی طرف منسوب ہے اور جو چیز بغیر واسطہ کے ہو وہ اولی ہوتی ہے بنسبت اس چیز کے جو واسطہ کے ساتھ ہو

اسناد کو حقیقت عقلیہ اور مجاز عقلیہ کہنے کی وجہ

اسناد کو حقیقت عقلیہ اس اعتبار سے کہتے ہیں کہ وہ اپنے محل میں ثابت ہوتی ہے اور مجاز عقلیہ اس اعتبار سے کہتے ہیں کہ وہ اپنے محل سے تجاوز کر جاتا ہے اس بات کا کا حکم لگانے والی شے عقل ہے جو حکم لگاتی ہے کہ یہ حقیقت ہے یا مجاز ہے نہ کہ وضع کیونکہ کسی کلمہ کی اسناد کسی شے کی طرف کرنا متکلم کے قصد ساتھ ہوتی ہے نہ کہ واضع لغت کے قصد کے ساتھ ہوتی ہے جیسے ضرب زید اس میں مارنا متکلم کے قصد کے ساتھ ہے نہ کہ لغت کے ساتھ

مذکورہ جواب پر اعتراض۔

اعتراض۔

مصنف نے حقیقت و مجاز کو علم بیان میں ذکر کیوں نہ کیا جیسے صاحب مفتاح اور انکے متبعین نے کیا؟

جواب۔

مصنف نے یہ گمان کیا کہ یہ علم معانی کے قبیل سے ہیں نہ کہ علم بیان کی قبیل سے کیونکہ انکی بناء احوال مذکورہ میں سے ہے جیسے معرفہ، تاکید اور تجرید عن التاکید یہ علم معانی میں ہیں تو حقیقت و مجاز بھی انہی کی قبیل سے ہیں اسی وجہ سے مصنف نے انکو علم معانی میں ذکر کیا

مذکورہ جواب پر اعتراض۔

آپ نے جو جواب دیا اس میں نظر ہے کیونکہ علم معانی مذکورہ احوال میں بحث کرتا ہے اس حثیت سے کہ لفظ مقتضی حال کے مطابق ہو جائے حقیقت و مجاز خواہ عقلی ہوں یا لغوی اس حثیت سے نہیں لہذا یہ علم معانی میں داخل نہیں ہیں؟

جواب۔

حقیقت و مجاز جب دونوں لغوی ہوں گے تو یہ احوال مسند الیہ اور مسند سے ہوں گے اور یہ حقیقت عقلیہ ہے لہذا حقیقت و مجاز علم معانی کے قبیل سے ہیں

ورکی اسناد الفعل سے لیکر جائز یدوانت تعالیٰ ان سوبھی تک مصنف سات چیزیں بیان کریں گے۔

(۱) حقیقت عقلیہ کی تعریف (۲) معنی فعل کی وضاحت (۳) اسناد فعل اور معنی فعل کی وضاحت (۴) عند المتکلم کی قید کا فائدہ (۵) فی الظاہر کی قید کا فائدہ (۶) فی الظاہر کا معنی (۷) حقیقت عقلیہ کی اقسام

حقیقت عقلیہ کی تعریف۔

فعل یا معنی فعل کی اسناد کرنا اس چیز کی طرف جس چیز کے لیے وہ ہیں متکلم کے نزدیک ظاہر میں

معنی فعل کی وضاحت۔

معنی فعل سے چھ چیزیں مراد ہوتی ہیں وہ یہ ہیں (۱) اسم فاعل (۲) اسم مفعول (۳) صفت مشبہ (۴) اسم تفضیل (۵) اسم ظرف (۶) مصدر

اسناد فعل اور معنی فعل کی وضاحت۔

اسناد فعل اور معنی فعل کی قید سے احتراز ہو گیا اس سے جب مسند نہ تو فعل ہو اور نہ ہی معنی فعل ہو جیسے الحیوان جسم

عند المتکلم کی قید کا فائدہ۔

اس کی قید سے اس میں وہ چیز داخل ہو گی جو اعتقاد کے مطابق ہو نہ کہ واقع کے مطابق ہو

فی الظاہر کی قید کا فائدہ۔

حقیقت عقلیہ کی چار قسموں میں ایک قسم خارج تھی جو اعتقاد کے مطابق نہ ہو خواہ وہ واقع کے مطابق ہو یا نہ ہو مصنف نے اسکو اپنے اس قول فی الظاہر سے اس کو حقیقت عقلیہ کی تعریف میں داخل کیا ہے

فی الظاہر کا معنی۔

اس کا معنی یہ ہے کہ فعل یا معنی فعل متکلم کے نزدیک ہے جو اسکے ظاہری کلام اور ظاہری حالت سے سمجھا جائے اور یہ اس لیے ہے کہ قرینہ قائم نہ ہو یہ اسکا نظریہ ہے جو متکلم کے اعتقاد میں ہے نہ کہ اسکا معنی یہ ہے کہ وہ اسکے ساتھ قائم ہو اور متصف ہو بلکہ اسکی طرف اسناد کی جا سکے خواہ وہ مخلوق ہو یا غیر مخلوق ہو۔ جیسے ضرب، مرض، مات

حقیقت عقلیہ کی اقسام ۔ چار ہیں

(۱) وہ جو واقع اور اعتقاد کے موافق ہو۔ جیسے مومن کا کہنا انبت اللہ البقل

(۲) وہ جو فقط اعتقاد کے مطابق ہو۔ جیسے جاہل کا کہنا انبت الربیع البقل

(۳) وہ جو فقط واقع کے مطابق ہو۔ جیسے معتزلی کا کہنا خلق اللہ الافعال کلہا

(۴) وہ جو واقع اور اعتقاد دونوں کے مطابق نہ ہو جیسے جاء زید وانت تعلم انہ لم یجیء

انت کےعلم میں مسند الیہ کو مقدم کرنے کی وجہ

انت تعلم میں مسند الیہ کو مقدم کرنے کی وجہ سے اس سے احتراز ہوگیا جب مخاطب کو بھی علم ہو کہ زید نہیں آیا کیونکہ اسوقت اس کا حقیقت ہونا متعین نہ ہوگا بلکہ اسکی دو قسمیں بن جائیں گی

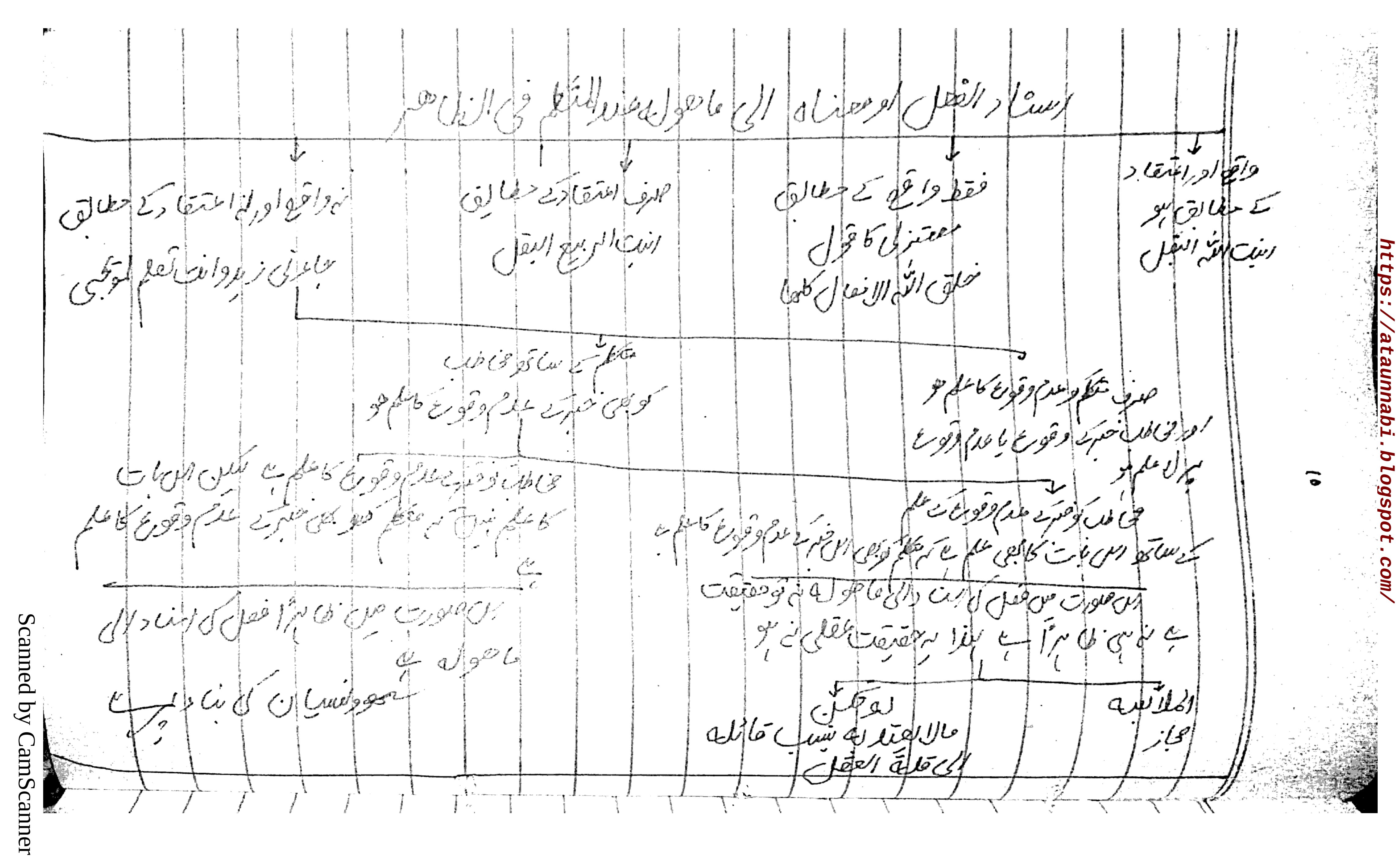
(۱) مخاطب کو اپنے علم کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی علم ہے کہ متکلم بھی جانتا ہے کہ زید نہیں آیا

(۲) مخاطب کو اس بات کا علم نہ ہو کہ متکلم جانتا ہے یا نہیں کہ زید آیا ہے یا نہیں آیا ہے

نوٹ۔

پہلی صورت میں اسناد الی ما ھو لہ عند المتکلم کی طرف نہ ہوگی لہذا یہ حقیقت عقلیہ نہ ہوگی اگر اسناد کسی ملابسۃ کی وجہ سے ہو تو مجاز ہوگا اگر بغیر ملابست کے ہو تو اسے قائل کی طرف نسبت کی جائے گی جسکو مجاز عقلی کی اور حقیقت کی۔

دوسری صورت میں فعل کی اسناد الی ما ھو لہ کی طرف سہو و نسیان کے طور پر ہو گی



١٥
اسناد الفعل او معناه الی ما ھو لہ عند المتکلم فی الظاھر
واقع اور اعتقاد کے مطابق ہو
انبت اللہ البقل
فقط واقع کے مطابق
معتزلی کا قول
خلق اللہ الافعال کلھا
صرف اعتقاد کے مطابق
انبت الربیع البقل
نہ واقع اور نہ اعتقاد کے مطابق
جاءنی زید وانت تعلم انہ لم یجیٔ
صرف متکلم کو عدم وقوع کا علم ہو
اور مخاطب خبر کے وقوع یا عدم وقوع
سے لاعلم ہو

صاحب مفتاح کے نزدیک حقیقت عقلیہ کی تعریف

کلام میں متکلم کے نزدیک جو حکم ہے اس کا فائدہ دیا جائے یا اسکا فائدہ لیا جائے دونوں معنی مراد لے سکتے ہیں

صاحب مفتاح کی تعریف سے عدول کی وجہ۔

صاحب مفتاح نے حقیقت و مجاز کو کلام کی صفت بنایا جو کہ خلاف اولی ہے اسی وجہ سے مصنف نے انکی تعریف سے عدول کیا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ صاحب مفتاح کی تعریف غیر کے دخول سے مانع نہیں کیونکہ یہ تعریف اس پر بھی صادق آتی ہے جب مسند فعل ہو نہ ہی معنی فعل ہو جیسے الانسان جسم

دوسرے جواب پر اعتراض

اعتراض۔

ہم اس بات کو تسلیم ہی نہیں کرتے کہ اسکو حقیقت عقلیہ کا نام نہیں دیا گیا کیونکہ جو تعریف عبد القاہر سکاکی نے کی ہے وہ اس پر صادق آتی ہے اور سکاکی کی تعریف سے الا دخلہ کو پھر وہ جملہ جسکی بناء اس بات پر ہے کہ اس جملے سے جو حکم معلوم ہوتا ہے وہی عقل میں بھی آتا ہے اور وہ حکم اس جملہ پر ثابت ہے

صاحب مفتاح کی تعریف سے عدول کی تیسری وجہ۔

صاحب مفتاح کی تعریف جامع نہیں کیونکہ یہ تعریف حقیقت کی اس قسم جو اعتقاد کے مطابق نہ ہو خواہ واقع کے مطابق ہو یا نہ ہو جیسے معتزلی کا قول خلق اللہ الافعال کلھا صادق نہیں آتی اس وجہ سے کہ صاحب مفتاح ظاہر کی قید کو ترک کر دیا

~~صاحب~~

سکاکی کی طرف سے عذر۔

صاحب مفتاح نے ظاہر کی قید کو ترک کر دیا سامع پر اعتماد کرتے ہوئے کہ وہ اس بات کو سمجھے گا یہاں ظاہر کی قید محذوف ہے

سکاکی کی طرف سے شارح کا جواب

ہم اس بات کو تسلیم ہی نہیں کرتے کہ صاحب مفتاح کی تعریف معتزلی کے قول خلق اللہ الافعال کلھا پر صادق نہیں آتی کیونکہ مصنف کا قول ما عندہ للمتکلم اعم ہے خواہ حقیقتاً ہو یا ظاہراً ہو یہاں حقیقتاً اگرچہ نہیں لیکن ظاہراً ہے بلکہ ظاہر پر دلالت زیادہ ظاہر ہے جو تعریفوں پر مطلع نہ ہونے کی وجہ سے

ماتن کی تعریف پر اعتراض۔

مصنف کی تعریف مانع نہیں کیونکہ یہ تعریف شارح کے قول محی اقبال ودبار پر صادق آتی ہے حالانکہ شیخ عبدالقاہر نے اس بات پر نص وارد کی ہے کہ یہ مجاز عقلی ہے؟

جواب۔

یہاں پر اقبال اور ادبار اسم فاعل مقبل مدبر کے معنی میں ہیں لہذا اعتراض لازم نہیں آئے گا کیونکہ شاعر نے ادبار و اقبال سے اونٹنی کی تیز رفتار کی جو [illegible] تو یہ مجاز عقلی ہوگی جب یہ مجاز عقلی [illegible]

زیادہ مراد لیا ہے تو ماتن کی [illegible] غیر [illegible] مانع ہوگی

اس جواب کا رد۔

یہاں اقبال اور ادبار کو اسم فاعل کے معنی میں نہیں لے سکتے کیونکہ ان کو اسم فاعل کے معنی میں لینے سے شاعر کا مقصود ختم ہو جائے گا اور وہ مبالغہ کرنا ہے

پہلے اعتراض کا دوسرا جواب۔

یہاں پر مضاف محذوف ہے یعنی ذات اقبال و ادبار لہذا اعتراض ختم ہوگیا

اس جواب ثانی کا رد۔

یہاں پر مضاف محذوف نہیں نکال سکتے اگرچہ علما نے اسکو ذکر کیا ہے کیونکہ مضاف محذوف نکالنے میں شاعر کے کلام فصیح کو کلام عامی کی طرف منتقل کر دیتے ہیں جو ذوق صحیح والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔

ایک ضمنی اعتراض۔

جب علماء نے جائز قرار دیا ہے کہ یہاں مضاف محذوف مان سکتے ہیں تو آپ اسکو کیوں ناجائز قرار دے رہے ہیں؟

جواب۔

علماء نے جو کہا کہ مضاف محذوف مان سکتے ہیں یہ اس وقت ہوگا جب شاعر کا مقصود ختم نہ ہو رہا ہو لیکن یہاں پر مقصود شاعر مضاف محذوف ماننے سے ختم ہو رہا ہے

پہلے اعتراض کا تیسرا جواب۔

ماتن کی تعریف میں لفظِ ما ملابس سے عبارت ہے یعنی فعل یا معنی فعل کی اسناد فاعل یا مفعول بہ کی طرف ہو تو یہ حقیقت عقلیہ ہو گی لہذا اسکے مطابق ہی اقبال ورد بار حقیقت عقلیہ نہ ہوئی اور نہ ہی مجاز عقلیہ ہوئی لہذا اعتراض دفع ہوا کہ ماتن کی تعریف مانع ہو گی۔

اس جواب پر اعتراض۔

مصنف نے کہا ہی اقبال ورد بار حقیقت عقلیہ نہیں جبکہ اعتراض یہ ہوا تھا کہ یہ مجاز عقلی ہے پھر بھی حقیقت عقلیہ کی تعریف میں داخل ہو رہی ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ مصنف فرماتے یہ مجاز عقلی نہیں ہے ایسا کیوں نہ کیا؟

جواب۔

چونکہ مصنف خود مجتہد تھے اور ایک مجتہد پر دوسرے مجتہد کی پیروی کرنا لازم نہیں ہوتی اس بنا پر مصنف نے کہا کہ حقیقت عقلیہ نہیں ہے

اعتراض۔

ماتن کی تعریف جامع نہیں کیونکہ منفیات کی یہ مثالیں ما ضرب زید
ما قام عمرو نکل جاتی ہیں کیونکہ ان میں فعل کی اسناد نہیں بلکہ
فعل کی اسناد کی نفی ہے لہٰذا یہ مثالیں ماتن کی تعریف نکل گئی؟

شارح کی طرف سے اس اعتراض کی تاویل۔

شارح فرماتے ہیں ہم اسناد سے عموم مراد لیتے ہیں کہ اسناد
سلبی ہو یا ثباتی جب ہم سلبی مراد لیں گے تو اس صورت
میں یہ مثالیں داخل ہو جائیں گی یوں یہ حرج لازم آئے گا

اس تاویل پر اعتراض۔

یہ تاویل کرنے سے مجاز عقلی منفی ما صام یومی حقیقت عقلیہ
میں داخل ہو جائے گی کیونکہ اس میں بھی اسناد سلبی پائی جا رہی ہے؟

جواب۔

درست ترین جواب یہ ہے جب فعل یا معنی فعل سے
لفظ نفی ما کو الگ کر کے دیکھیں کہ اب فعل یا معنی فعل کی
اسناد اسکی طرف ہے جس کے لیے ہو تو یہ حقیقت
عقلیہ ہو گی اور اسکی طرف نہ ہو تو یہ مجاز عقلی ہو گی
لہٰذا جب ہم اس طرح کریں گے تو ما ضرب زید ما قام عمرو
یہ مثالیں حقیقت عقلیہ میں داخل ہو جائیں گی اور ما صام یومی
ما نام لیلی یہ خارج ہو جائیں گی کیونکہ ان کی اسناد اسکی
طرف نہیں جن کے لیے یہ ہیں لہٰذا یہ مجاز عقلی ہو گئیں اور ماتن
کی تعریف جامع ہو گئی

مجاز عقلی کے مختلف اسماء کا بیان

مجاز عقلی کے چار نام ہیں (۱) مجاز عقلی (۲) مجاز حکمی (۳) مجاز فی الاثبات
(۴) اسناد مجازی

مجاز عقلی کی تعریف۔

فعل یا معنی فعل کی اسناد ایسے ملابس کی طرف کرنا جو فعل یا معنی فعل
کے ملابس کا غیر ہو

غیر ما ھو لہ میں ما کے موصولہ ہونے کا بیان

شارح نے غیر الملابس نکال کر بتایا کہ یہاں غیر کے بعد والا
ما موصولہ ہے نہ کہ موصوفہ کیونکہ ما موصولہ سے معرفہ مراد
ہوتا ہے اور یہاں شارح نے الملابس معرفہ نکالا ہے لہذا
یہاں ما موصولہ ہوا

تاول کی لغوی تحقیق۔

تاول تاولت الشی سے ماخوذ ہے اور تاولت الشی کا معنی
یہ ہے کہ بار بار کسی چیز کو تکلیف سے طلب کرنا وقت
سے یا اس جگہ سے جسکی طرف عقل کی انتہاء ہو

تاول کا مرادی معنی۔

ایسا قرینہ نصب کرنا جو اسناد کو اس سے پھیر دے جسکے لیے
وہ ہو

تثنیہ کی لغوی بحث۔

تثنیہ کا لغوی معنی مختلف ہونا ہے تثنیہ تثنیت کی جمع ہے جیسے مرضی مریض کی جمع ہے

اعتراض۔

آپ نے کہا فعل کے ملابس فاعل مفعول بہ مصدر سبب مکان زمان ہے حالانکہ دوسرے مفاعل الیہ بھی اس کے معمول بنتے ہیں آپ نے ان کو کیوں نہیں ذکر کیا؟

جواب۔

فعل کی انکی طرف اسناد نہیں ہوتی لہٰذا یہ فعل کے ملابس نہ رہے اس لیے ماتن نے ان کو ذکر نہیں کیا

حقیقت اور مجاز کی ایک قسم۔

جب فعل اسناد فاعل کی طرف ہو جبکہ فعل مبنی للفاعل ہو تو یہ حقیقت ہوگی اسی طرح جب فعل کی اسناد مفعول کی طرف ہو کو جبکہ وہ مبنی للمفعول ہو تو یہ بھی حقیقت ہوگی اور اگر فعل ہو مبنی للفاعل اور فعل کی اسناد ہو غیر فاعل کی طرف تو یہ مجاز ہوگا اسی طرح اگر فعل کی اسناد غیر مفعول کی طرف ہو جبکہ وہ مبنی للمفعول ہو تو اس وقت یہ بھی مجاز ہوگا اسناد کو استعارہ لیا گیا ہے اُس سے جو اس کے غیر کے لیے ہو اسکے اس کے مشابہ ہونے کی وجہ سے جیسے رجل شجاع کے لیے اسم اسد کو استعارہ لیا گیا ہے رجل کا اسد (جرأت) میں اسکے مشابہ ہونے کی وجہ سے

ایک وہم کا ازالہ۔

وہم۔

شارح نے کہا کہا استعیر للرجل الشجاع اسم الاسد اس
مثال میں مجاز و استعارہ ہے جبکہ شارح نے کہا کہا کہ
اسے مجاز عقلی سے تشبیہ دی ہے لہذا لازم آئے گا کہ
مجاز عقلی کی دونوں طرفوں میں بھی مجاز و استعارہ ہو
اب یہ مجاز لغوی ہوگا کیونکہ جس کے طرفین میں
مجاز و استعارہ ہو وہ مجاز لغوی ہوتا ہے نہ کہ مجاز عقلی؟

ازالہ وہم۔

شارح نے کہا اسناد کے طرفین میں مجاز و استعارہ
میں سے کوئی شے نہیں ہوتی لہذا وہم اذہان سے ظاہر ہو جانے
ہونے کی وجہ سے زائل ہو گیا۔

اعتراض۔

شارح نے یہاں اسناد کے لیے استعارہ کا لفظ بولا جبکہ مشابہت
کے علاقہ کی وجہ سے لفظ کو غیر ماوضع لہ میں استعمال کرنا
جبکہ اسناد لفظ کے قبیل سے نہیں لہذا اسناد کے لیے استعارہ
کا لفظ بولنا درست نہیں؟

جواب۔

یہاں ایک حالت کو دوسری حالت کے ساتھ تشبیہ دینا
مقصود ہے نہ کہ من کل وجہ تشبیہ مراد ہے لہذا اعتراض دفع ہوا

شیخ عبدالقاہر کے قول سے تائید

شیخ عبدالقاہر فرماتے ہیں ربیع کو قادر مطلق کے ساتھ تشبیہ دینا وجودِ فعل کے تعلق میں ہے وہ تشبیہ نہیں جو کاف اور کاف سے حاصل ہوتی ہے بلکہ اس میں اس جہت کا اعتبار کیا گیا ہے جسکی متکلم رعایت کرتا ہے جب وہ ربیع کو قادر کا حکم دیتا ہے اسکی طرف فعل کی اسناد کرنے میں اور یہ ہمارے قول شبّرها بلیس کے مشابہ ہے جس طرح اس قول میں من کل وجہ تشبیہ مراد نہیں بلکہ عمل میں تشبیہ مراد ہے اسی طرح ربیع کو قادر کے ساتھ تشبیہ دینے میں من کل وجہ تشبیہ مراد نہیں اسی طرح رجل شجاع کو اسد کے ساتھ تشبیہ دینے میں من کل وجہ تشبیہ مراد نہیں

مبنی للفاعل کی مفعول کی طرف اسناد کی مثال

قول کعالی فی عیشۃ لا ضیۃ ہ اب اس میں لاضیہ کی اسناد عیشۃ کی طرف ہے حالانکہ عیشۃ مرضیۃ ہوتی ہے نہ کہ لاضیہ

مبنی للمفعول کی فاعل کی طرف اسناد کی مثال

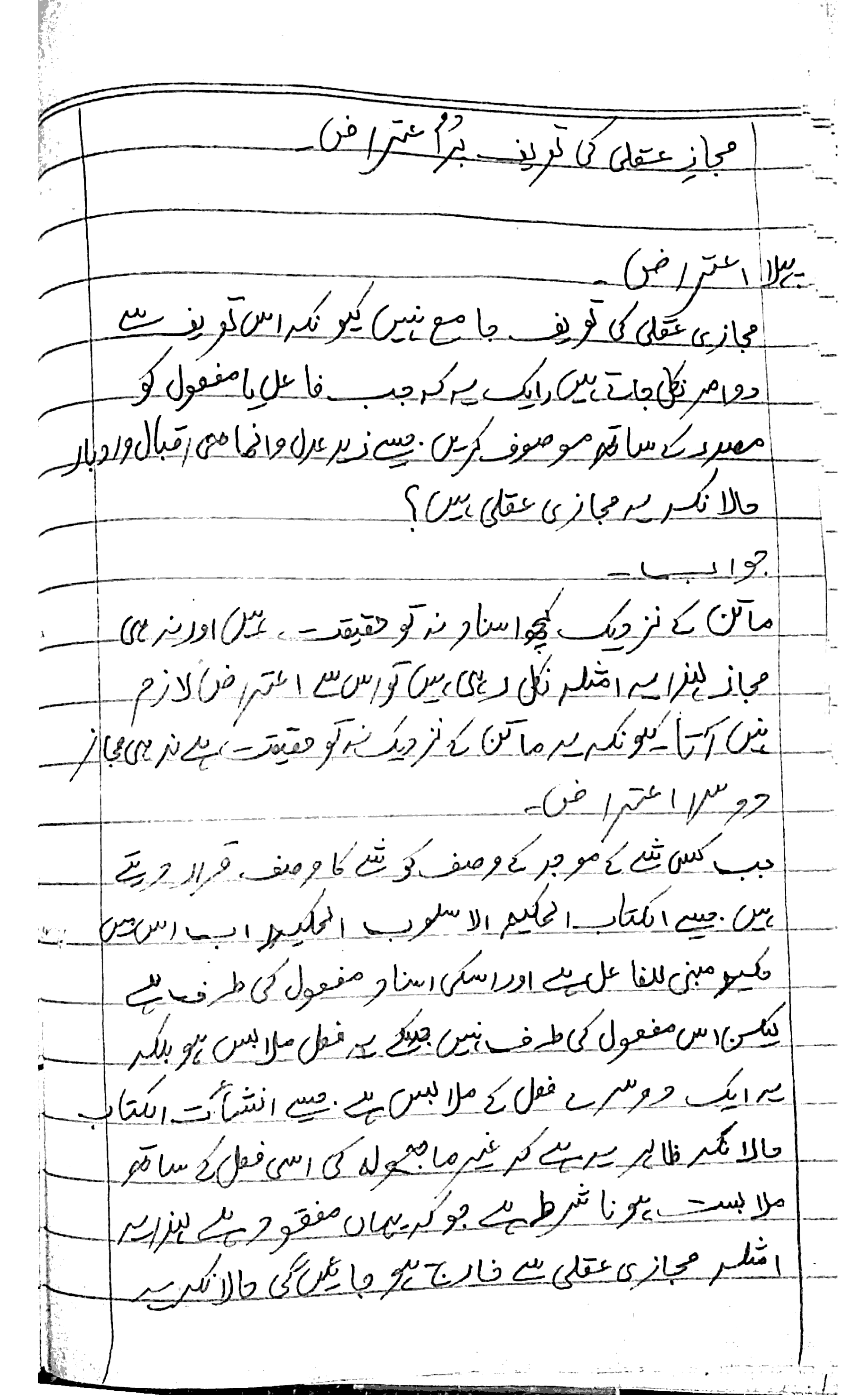
سیل مفعم اب اس میں مفعم کی اسناد سلاب کی طرف کی ہے حالانکہ سلاب مفعم نہیں بلکہ مفعم ہوتا ہے

مبنی للفاعل کی مصدر کی طرف اسناد کی مثال۔
شعر شاعر اب اس میں شاعر مبنی للفاعل کی اسناد
مصدر کی طرف کی ہے

ماتن کی مثال پر شارح کا اعتراض۔
شارح کہتے ہیں ماتن کو مثال جد جدہ دینی چاہیے تھی
کیونکہ شعر شاعر میں شعر مفعول کے معنی میں ہے نہ
کہ شعر کی تالیف کے معنی میں تو یہ عیشۃ راضیۃ کی قبیل
سے ہوگا

جواب۔
امام مرزوقی کہتے ہیں عرب کا طریقہ ہے جب وہ
کسی شے کے وصف میں مبالغہ کا قصد کرتے ہیں تو وہ
اس شے سے لفظ مشتق کرتے ہیں جسکو اس شے کے بعد تاکید
کے لیے لاتے ہیں پھر یا پھر اس کے تمام ہونے پر تنبیہ کرتے ہیں
جیسے ظل ظلیل داھیۃ دھیاء شعر شاعر

مبنی للفاعل کی مکان زمان سبب کی طرف اسناد کی مثال
مکان کی مثال نہار صائم اب اس مثال میں مبنی للفاعل صائم
کی اسناد مکان کی طرف کی گئی ہے
زمان کی مثال نہر جار اب اس مثال میں مبنی للفاعل جار
کی اسناد زمان کی طرف کی گئی ہے
سبب کی مثال بنی الامیر المدینۃ اب اس مثال میں مبنی للفاعل بنی
کی اسناد سبب یعنی امیر کی طرف کی گئی ہے



مجازِ عقلی کی تعریف پر دو اعتراض

پہلا اعتراض۔

مجازی عقلی کی تعریف جامع نہیں کیونکہ اس تعریف سے دو امر نکل جاتے ہیں ایک یہ کہ جب فاعل یا مفعول کو مصدر کے ساتھ موصوف کریں۔ جیسے زید عدل و انما ھی اقبال و ادبار حالانکہ یہ مجازی عقلی ہیں؟

جواب۔

ماتن کے نزدیک یہ اسناد نہ تو حقیقت ہیں اور نہ ہی مجاز لہٰذا یہ امثلہ نکل رہی ہیں تو اس سے اعتراض لازم نہیں آتا کیونکہ یہ ماتن کے نزدیک نہ تو حقیقت ہے نہ ہی مجاز

دوسرا اعتراض۔

جب کسی شے کے موجد کے وصف کو شے کا وصف قرار دیتے ہیں۔ جیسے الکتاب الحکیم الاسلوب الحکیم اب اس میں حکیم مبنی للفاعل ہے اور اسکی اسناد مفعول کی طرف ہے لیکن اس مفعول کی طرف نہیں جسکے یہ فعل ملابس ہو بلکہ یہ ایک دوسرے فعل کے ملابس ہے۔ جیسے انشاءت الکتاب حالانکہ ظاہر یہ ہے کہ غیر ما ھولہ کی اسی فعل کے ساتھ ملابست ہونا شرط ہے جو کہ یہاں مفقود ہے لہٰذا یہ امثلہ مجازی عقلی سے خارج ہو جائیں گی حالانکہ یہ

مجاز عقلی ہیں اسی طرح جب فعل کی اسناد ایسے مصدر
کی طرف کریں جو اس فعل کے ملابس نہ ہو بلکہ دوسرے
فعل کے ملابس ہو جیسے الضلال البعید العذاب الالیم
اب اس میں بعید کی اسناد ضلال کی طرف کی اور الیم کی
اسناد عذاب کی طرف کی حالانکہ بعید کا مناسب ضال
اور الیم کا مناسب معذب ہے لہذا الضلال البعید
اور العذاب الالیم میں مناسبت نہ ہونے کی وجہ سے
یہ مجازی عقلی کی تعریف سے نکل جائیں گے حالانکہ
یہ مجاز عقلی ہیں؟

جواب اول

ملابست عام ہے کہ وہ حرف کے واسطے سے ہو یا حرف
کے بغیر ہو اور یہ چاروں صورتیں پہلی قبیل سے ہیں
کیونکہ ان کی اصل الحکیم فی اسلوبہ الحکیم فی کتابہ
اور بعید فی ضلالہ اور الیم فی عذابہ اب یہ مبنی للفاعل تھے
لیکن حرف کے واسطے سے انکی مفعول کی طرف اسناد ہوئی تھی لہذا یہ
مجاز عقلی کی تعریف میں داخل ہونگے

جواب ثانی

صاحب کشاف امام زمخشری فرماتے ہیں مجاز عقلی
میں یہ معتبر ہے کہ غیر ماھولہ کی ماھولہ کے ساتھ مناسبت ہو
لہذا اب یہ مثال مجاز عقلی کی تعریف میں داخل ہونگی جیسے
فما ربحت تجارتھم تو الراول تجارت میں
مناسبت ہے

اعتراض۔

بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ مجازِ عقلی کا اطلاق ان امثلہ پر ہوتا ہے حالانکہ مجاز عقلی کی تعریف ان پر صادق نہیں آتی جیسے شقاق بینهما اس مثال میں زوجین کا فعل ہے لیکن اضافت ظرف کی طرف ہے مکر اللیل والنہار اس مثال میں مکر کی اضافت دن اور رات کی طرف ہے حالانکہ مکر کی اضافت صاحب مکر کی طرف ہوتی ہے اور یا سارق اللیل اهل الدار چوری رات تو نہیں کیا جاتا بلکہ مسروقہ چیز کو چوری کیا جاتا ہے اور اعجبنی انبات الربیع یہاں سبب کی طرف اسناد ہے اور جری الانہار میں مکان کی طرف اضافت کی گئی ہے اور نومت اللیلۃ واجریت النہر ان امثلہ میں اضافت تو ہے لیکن اسناد نہیں اور آخری دو مثالوں میں ایقاع تو ہے لیکن اسناد نہیں ان امثلہ میں اسناد نہ ہونے کے باوجود ان کو مجاز عقلی کہتے ہیں؟

جواب اول۔

مجاز عقلی عام ہے کہ وہ نسبت اسنادیہ میں ہو یا نسبت اسنادیہ کے علاوہ میں ہو جیسے فعل کی اسناد اسکے غیر کی طرف کرنا مجاز ہوتا ہے اس طرح فعل کا ایقاع کرنا اس غیر پر جس پر فعل کے ایقاع ہونے کا حق ہے تو یہ بھی مجاز ہے

اسی طرح مضاف کی اضافت کرنا اسکی طرف
جسکی طرف مضاف کی اضافت کا حق نہ ہو
یہ بھی مجاز ہوتا ہے کیونکہ اسکی جگہ پہ اصلی کو
رکھنا جسکی طرف مضاف کی اضافت کا
حق ہے یہ جائز ہے

جواب ثانی

ماتن نے جو مجاز عقلی کی تعریف کی ہے وہ خاص مجاز
عقلی اسنادی کی تعریف کی ہے لہذا یہ امثلہ مجاز عقلی
اسنادی تو نہ ہوں گی بلکہ مطلقاً مجاز عقلی ہوں گی

جواب ثالث ۔

ماتن کی تعریف میں اسناد عام ہو کہ کلام اس پر صراحتاً
دلالت کرے یا کلام اس اسناد غیر ملحوظہ کو مستلزم ہو
جیسا کہ مذکورہ مثالوں میں شقاق بینھما البین تعلق کو
اور مکر اللیل والنہار (اللیل والنہار ماکرین) کو اور
یا سارق اللیلۃ اہل الدار سے مثال اللیلۃ مسروقۃ کو
اور ولا تطیعوا امر المسرفین سے الامر مطاع کو مستلزم
ہیں لہذا یہ امثلہ بھی مجاز عقلی کی تعریف میں داخل
ہو جائیں گی اسی طرح جب فاعل مجازی کو تمیز بنائیں گا
تو اس وقت فاعل مجازی مجاز عقلی ہی ہو گا
کیونکہ حقیقتاً تمیز فاعل ہوتی ہے

مجاز عقلی کی بحث کا تتمہ۔

جان لو کہ مجاز عقلی پر کبھی کلام صراحتاً دلالت کرتا ہے اور کبھی کنایۃً صراحتاً کی مثال نحو نہارہ صائم وغیرہ اور کنایۃ کی مثال جیسے انہوں نے اپنے قول کو ذکر کیا [illegible] المھموم یہ مجاز عقلی ہے اس حیثیت سے کہ اس پر کلام صراحتاً دلالت نہیں کرتا بلکہ مھموم کو مخزونۃ سے کنایہ لیا ہے لہذا یہ مجاز در مجاز ہوگا

سکاکی اور مصنف کی تعریف پر تعارض۔

مجاز عقلی کی سکاکی اور مصنف کی تعریف سے ظاہر پر منحصر نہیں کریں گے

مجاز عقلی کی تعریف میں بتاول کی قید لگانے کا فائدہ۔

تاول کی قید سے جاہل کے قول انبت الربیع البقل نکل جائے گا کیونکہ مت ہو کہ انبات ربیع کی طرف ہے یہ اسناد اگر چہ غیر ما ھو لہ کی طرف ہے لیکن اس میں قرینہ نہیں کیونکہ اس کی مراد یہی ہے اور اعتقاد بھی یہی ہے اسی طرح جاہل کے قول شفی الطبیب المریض نکل جائے گا اسی طرح وہ امثلہ جو اعتقاد کے مطابق ہوں واقع کے مطابق نہ ہوں اسی طرح اقوال کاذبہ بھی نکل جائیں گے کیونکہ ان میں قرینہ موجود نہیں ہے

دو اعتراض

اعتراض اول۔

ماتن کا کام تعریف کرنا ہے نہ کہ فوائد و قیود بیان کرنا لیکن پھر بھی ماتن نے تاول کے فوائد و قیود کیوں بیان کیے؟

اعتراض ثانی۔

ماتن نے کہا تاول کی قید سے جاہل کا قول انبت الربیع البقل نکل جائے گا حالانکہ اس جیسے اقوال کاذبہ بھی نکلتے ہیں ماتن نے تاول کی قید سے جاہل کے قول کو نکالنے میں خاص کیوں کیا؟

اعتراضات کے جواب پر تمہید۔

فوائد و قیود بیان کرنے اور جاہل کے قول کو خاص کرنے میں راز یہ ہے کہ سکاکی نے مجاز عقلی کی تعریف کی

سکاکی کے نزدیک مجاز عقلی کی تعریف

کلام میں متکلم کے نزدیک جو حکم ہے اس کے خلاف کا فائدہ دینا تاویل کی اقسام میں سے کسی قسم کے ساتھ خلاف کا فائدہ دیتے ہوئے نہ کہ وضع کے واسطے سے

علامہ سکاکی کہتے ہیں میں نے مجاز عقلی کی تعریف میں خلاف ما عند المتکلم کہا نہ کہ خلاف ما عند العقل کہا اس وجہ سے تاکہ اس تعریف کا غیر کے قول سے مانع ہونا باطل نہ ہو جیسے دہری کا قول انبت الربیع البقل اور اس تعریف کا

Scanned by CamScanner

باطل نہ ہو

اپنے افراد کو جامع ہونا جیسے کسا الخلیفۃ الکعبۃ اور
بضرب من التاویل کہا تاکہ اس سے کذب سے احتراز ہو جائے

اعتراضات سابقہ کا جواب۔

ماتن نے سیالکوٹی پر تعریض کرتے ہوئے کہا کہ تاویل کی قید سے
نسبت الربیع البقل نکل جاتا ہے اور اس تعریض کرنے کی وجہ
سے ماتن نے خلاف امر یعنی تعریف میں فوائد و قیود بیان کیے
اور وہ تعریض یہ ہے ماتن صاحب فرماتے ہیں ہم اس
بات کو تسلیم ہی نہیں کرتے آپ کی تعریف کے مانع ہونے
کا بطلان اس کے سبب ہے جو ذکر کیا کہ نسبت الربیع البقل خلاف
ما عند المتکلم سے نکل جاتا ہے ہم اس کو اس وجہ سے تسلیم نہیں کرتے
کیونکہ یہ نسبت الربیع البقل آپ کے قول بضرب من التاویل
سے نکل جاتا ہے اور نہ ہی ہم آپ کی تعریف کے جامع
ہونے کے بطلان کو تسلیم کرتے اسکے سبب جو ذکر کیا کہ خلاف ما عند الـ
کہنے سے تعریف کسا الخلیفۃ الکعبۃ پر جامع ہو گی کیونکہ خلاف
ما عند العقل سے مراد وہ ہے جو نفس الامر کے خلاف ہو کیونکہ
ما عند العقل کے معنی ہیں جسکا عقل تقاضا کرے جسکو عقل
چاہے نہ کہ وہ جو عقل میں حاضر ہو عقل میں مرتسم ہو
اور کسا الخلیفۃ الکعبۃ کی مثال نفس الامر کے خلاف
ہے کہ نفس الامر میں یہ نہیں ہوتا کہ امیر کعبہ کو غلاف
چڑھائے بلکہ خادمین چڑھاتے ہیں اور ماتن نے جو

تعریف میں تاویل کی طرف اشارہ بھی اس تعریف کی
وجہ سے کیا کہ تاویل سے صرف اقوال کاذبہ نہیں نکلتے
بلکہ اقوال کاذبہ کے ساتھ ساتھ جاہل کا قول بھی نکل جاتا
ہے لہذا ہماری تعریف کا مانع ہونا جاہل کے قول کی مثال
سے باطل نہیں ہوگا پتہ چلا ماتن صاحب کی تعریف
جامع و مانع ہوگی۔

مصنف کی تاویل پر اعتراض۔

اعتراض۔

ہمارے قول ما عند العقل کا مفہوم یہ ہے کہ جو عقل میں حاصل
ہو ثابت ہو اور یہ اعم ہے اس سے جو ما فی نفس الامر
کا مفہوم ہے کہ جس کا عقل تقاضا کرے اس سے راضی ہو یہ خاص
ہے اور آپ نے اعم سے خاص مراد لیا ہے حالانکہ عام
سے خاص مراد نہیں لے سکتے جیسے حیوان سے انسان مراد
نہیں لے سکتے اور ما عند العقل کا مفہوم اعم ہے اس وجہ سے کہ
اس میں کذب کا تصور ممکن ہے تو جائز نہیں کہ ما عند العقل کو
ما فی نفس الامر سے تعبیر کریں لہذا اس وقت مصنف نے جو اعتراض اول
کیا تھا وہ بھی نکل جائے گا کہ انبت الربیع البقل بضرب من التاویل
سے ختم ہو جاتا ہے ما عند المتکلم کہنے کا کوئی فائدہ نہیں اور دوسرا
اعتراض بھی ختم ہو جائے گا کیونکہ جس کی بنا پر مصنف نے
اعتراض کیا تھا کہ خود ہی باطل تو دوسرے کو اس سے ثابت نہیں کیا
جائے گا

اعتراض ـ

جب مانع المتکلم کی قید سے دونوں امثلہ نکل گئے تو یضرب من التأمل کی قید کیوں لگائی یہ قید تو بے فائدہ ہو گئی ؟

جواب ـ

کیونکہ امتناع نہیں اصل میں کہ تعریف دو قیدوں پر مشتمل ہو اور ان میں سے ہر ایک منفرد طور پر ایک فائدہ خاص پر مشتمل ہو

اعتراض ـ

قیودات کا تکرار ہے جو کہ خلاف معمول ہے ؟

جواب تعریف دو قیدوں پر مشتمل ہو اور ان دو قیدوں میں سے ہر ایک فائدہ خاص کے لیے ہو اس کے ساتھ یہ دوسرے فائدہ میں مشترک ہو لہذا ان دونوں میں سے ایک سے فائدے کا حصول مقصوداً ہو اور دوسرے سے ضمناً ہو تو یہ تکرار نہیں ہو گا اور جاہل کے قول کو نکالنا ممکن ہے سکاکی کے قول مانع المتکلم اور یضرب من التأمل میں سے ہر ایک کی طرف اسناد کرتے ہوئے لیکن اول کی طرف اسناد کرنا اولی ہے کیونکہ ذکر کرنے میں یہ سابق ہے

مجاز عقلی کی اقسام۔

مجاز عقلی کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) وہ جس میں مجاز عقلی کے طرفین حقیقیہ وضعیہ ہوں
جیسے انبت الربیع البقل

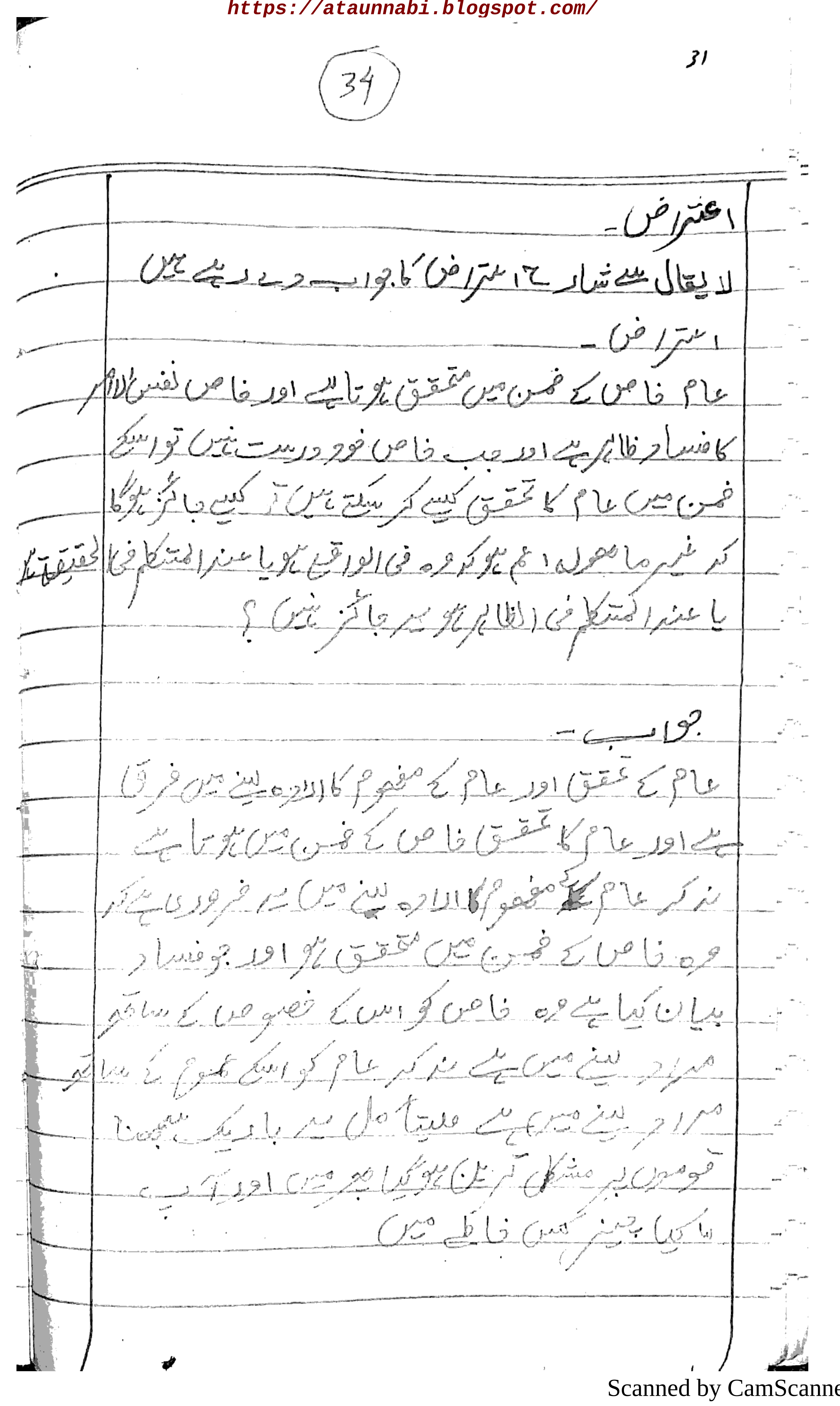
(۲) وہ جس میں مجاز عقلی کے طرفین مجازیہ وضعیہ ہوں
جیسے احیی الارض شباب الزمان

احیاء ارض سے مراد وہ قوت نامیہ ہے جو زمین میں نباتات کو اگاتی ہے احیاء حقیقت میں حیات کا دینا ہے اور حیات حس و حرکت الارادیہ کا تقاضا کرتی ہے اور یہ بدن اور روح کی طرف محتاج ہوتے ہیں اسی طرح شباب الزمان سے مراد قوت نامی کی زیادتی ہے

(۳)
وہ جس میں مجاز عقلی کے طرفین میں سے مسند حقیقت ہو اور مسند الیہ مجاز ہو جیسے انبت البقل شباب الزمان

(۴)
وہ جس میں مجاز عقلی کے طرفین میں سے مسند مجاز ہو اور مسند الیہ حقیقت ہو جیسے احیی الارض الربیع

نوٹ۔
یہ تقسیم طرفین کے اعتبار سے تھی



اعتراض۔

لا یقال سے شمار ۱۲ اعتراض کا جواب دے رہے ہیں

اعتراض۔

عام خاص کے ضمن میں متحقق ہوتا ہے اور خاص نفس الامر کا فساد ظاہر ہے اور جب خاص خود درست نہیں تو اسکے ضمن میں عام کا تحقق کیسے کر سکتے ہیں آپ کیسے جائز ہوگا کہ غیر ما صدق لہ عام ہو کہ وہ فی الواقع ہو یا عند المتکلم فی التحقیق یا عند المتکلم فی الظاہر ہو یہ جائز نہیں؟

جواب۔

عام کے تحقق اور عام کے مفہوم کا ارادہ لینے میں فرق ہے اور عام کا تحقق خاص کے ضمن میں ہوتا ہے نہ کہ عام کے مفہوم کا ارادہ لینے میں یہ ضروری ہے کہ وہ خاص کے ضمن میں متحقق ہو اور جو فساد بیان کیا ہے وہ خاص کو اس کے خصوص کے ساتھ مراد لینے میں ہے نہ کہ عام کو اسکے عموم کے ساتھ مراد لینے میں ہے یہ ملتا حل ہے باریک سمجھنا قوموں پر مشکل ترین ہوگیا جب میں اور آپ سے ساکیا چیز کس خانے میں

ہم اس جگہ ان اشعار کو بیان کرتے ہیں جن میں تاویل نہیں۔

اشعار: أشاب الصغير وأفنى الكبير ـ كر الغداة ومر العشي

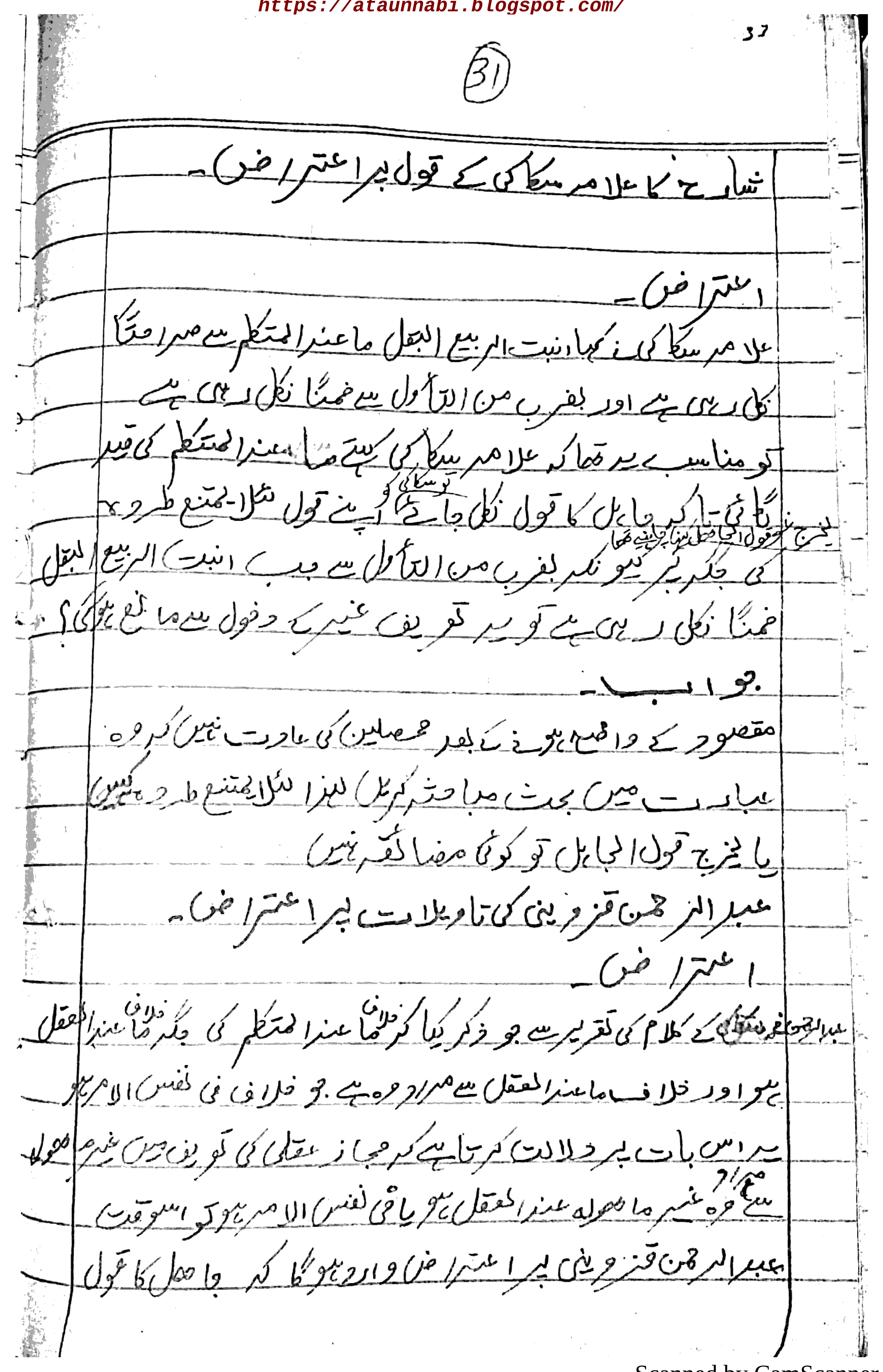
اس مثال کو مجاز پر محمول کرنا جائز نہیں کیونکہ اس میں تاویل نہیں ہاں جب یقین ہو جائے یا گمان غالب ہو جائے کہ اس کے قائل نے اس کے ظاہر کا ارادہ نہیں کیا تو اس وقت اس کو مجاز پر محمول کریں گے

وہ مثال جس میں تاویل موجود ہے

قد اصبحت ام الخیار تدعی ـ علی ذنباً کلہ لم اصنع
میز عنہ قنزعا عن قنزع جذب اللیالی ابطئی او اسرعی
ولا ابالی افناہ قیل اللہ فاطلعی

ترجمہ۔ ام خیار نے صبح کی اس حال میں کہ اس نے مجھ پر ایسے گناہوں کا دعوی کیا جن میں سے میں نے کسی ایک کو نہیں کیا (راتوں کے گزرنے نے اس سے ایک چوٹیا کو دوسری چوٹیا سے جدا کر دیا اے رات تو آہستہ چل یا تیز چل مجھے پرواہ نہیں) اسے اللہ تعالی کے فرمان نے فنا کیا تو بس اور نکل جا

اب اس مثال میں شاعر پہلے مصرع کے بعد افناہ قیل اللہ فاطلعی لایا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا اعتقاد درست ہے کیونکہ فعل اللہ عزوجل کا پیدا کیا ہوا ہے اور میری مصیبت منشی مفنی کی جذب اللیالی کی طرف اسناد کرنا سبب زمان کی طرف اسناد کرنا ہے تاویل کی وجہ سے 91 وہ تاویل قیل اللہ ہے



شارح کا علامہ سیالکوٹی کے قول پر اعتراض۔

اعتراض۔

علامہ سیالکوٹی نے کہا انبت الربیع البقل ما عند المتکلم سے صراحتًا
نکل رہی ہے اور بقرب من اللہ اول سے ضمنًا نکل رہی ہے
تو مناسب یہ تھا کہ علامہ سیالکوٹی کہتے ما عند المتکلم کی قید
لگائی۔ اگر جاہل کا قول نکل جاتا ہے تو سیالکوٹی کو اپنے قول مثلاً ممتنع طرد
(یخرج قول الجاہل کہنا چاہیے تھا)
کی جگہ پر یہ کہنا بقرب من اللہ اول سے جب انبت الربیع البقل
ضمنًا نکل رہی ہے تو یہ تعریف غیر کے دخول سے مانع ہو گی؟

جواب۔

مقصود کے واضح ہونے کے بعد محصلین کی عادت نہیں کہ وہ
عبارت میں بحث مباحثہ کریں لہذا مثلاً ممتنع طرد ہے
یا یخرج قول الجاہل تو کوئی مضائقہ نہیں

عبدالرحمن قزوینی کی تاویلات پر اعتراض۔

اعتراض۔

عبدالرحمن قزوینی کے کلام کی تقریر سے جو ذکر کیا کہ خلاف ما عند المتکلم کی جگہ خلاف ما عند العقل
ہو اور خلاف ما عند العقل سے مراد وہ ہے جو خلاف فی نفس الامر ہو
یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مجاز عقلی کی تعریف میں غیر ما ھو لہ
سے مراد غیر ما ھو لہ عند العقل ہو یا فی نفس الامر ہو تو اس وقت
عبدالرحمن قزوینی پر اعتراض وارد ہو گا کہ جاہل کا قول

اور معتزلی کا قول اس کے لیے جو ان دونوں کی حالت کو جانتا ہو
انبت اللہ البقل خلق اللہ الافعال کلھا و اضل اللہ الکافر قرینہ
کے ساتھ ان کا قصد اس سے یہ ہے کہ انہوں نے انبات کی سبب
کی طرف اور افعال و گمراہی کی اسناد سبب کی طرف کیے ہے قرینہ کی
وجہ سے قرینہ یہ ہے کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ نے بقل
کو پیدا نہیں کیا اور افعال کو اللہ نے نہیں بنایا اور کافر کو اللہ
نے گمراہ نہیں کیا بلکہ کافر کی حرکات و سیئات نے اس کو
گمراہ کیا ہے یہ امثلہ ہیں مجاز عقلی کی لیکن عند العقل
اور فی نفس الامر سے یہ حقیقت عقلیہ ہو جائیں گی حالانکہ
یہ امثلہ مجاز عقلی کی ہیں۔

خلاصہ کلام۔

اگر مراد غیر ما ھو لہ فی نفس الامر ہو تو اس تعریف سے وہ امثلہ
نکل جائیں گی جو ذکر کی گئی جیسے و اضل اللہ الکافر انبت اللہ البقل
اور اگر غیر ما ھو لہ عند المتکلم فی الظاہر مراد ہو تو اس قرینہ کی وجہ
سے جو مجاز کی تعریف کو حقیقت کی تعریف کے مقابل میں ذکر کیا
تو اس سے جاھل کا قول اور اقوال کاذبہ عند المتکلم فی الظاہر سے نکل جائیں
گے اور اسکا قول مجاز اول ضائع ہوگا کیونکہ جاھل کے قول
کے اخراج کی اسناد تاؤل کی طرف کرنا فاسد ہے

جواب۔

غیر ما هو له کا مفہوم یہ ہے کہ جس پر یہ صادق آئے
کہ اسناد غیر ما هو له کی طرف ہے کسی وجہ سے چاہے مغایرت
فی الواقع ہو یا مغایرت عند المتکلم فی الحقیقۃ ہو یا
مغایرت عند المتکلم فی الظاہر ہو اسوقت جاہل کا قول
اقوال کاذبہ نکل جائیں گے کیونکہ یہاں اسناد فی الواقع
غیر ما هو له کی طرف ہے اور معتزلی کا قول نکل جائے گا
کیونکہ اسمیں عند المتکلم اسناد غیر ما هو له کی طرف ہے
تو اب ساری امثلہ ماتن کے قول بتادل سے نکل جائیں گی اور کوئی
سلامت رہے گی تو اس سے یہ وہ مثال نکل جائے گی جس میں
تاول نہ ہو اور اس میں دہری کا قول اور معتزلی کا قول
انبت اللہ البقل وخلق اللہ الافعال کلھا داخل ہو جائیں
گے تاول کی وجہ سے کیونکہ اسمیں اسناد عند المتکلم غیر ما هو له
کی طرف ہے اسی طرح دہری کا قول انبت الربیع البقل
تاول کی وجہ سے داخل ہو جائے گا اسوقت جب ظاہر ہو جائے
کہ یہ موحد ہے کیونکہ اسوقت اسناد فی الواقع غیر ما هو له کی طرف
ہے اسی طرح موحد کا قول انبت اللہ البقل داخل ہو جائے گا تاول کی
وجہ سے جب وہ اپنی حالت کو دہری سے چھپاتا ہو کیونکہ ظاہر
میں وہ اسکا معتقد نہیں ہے بلکہ اس نے سبب کی طرف اسناد کی ہے
کیونکہ وہ عند المتکلم فی الظاہر غیر ما هو له کی طرف اسناد ہے

قرآن پاک میں مجاز عقلی کی امثلہ مذکور ہیں
ان میں سے چند ملاحظہ ہوں

(1) واذا تلیت علیھم ایاتہ زادتھم ایمانا
اب اس آیت میں زادت فعل کی اسناد آیات کی طرف
کی گئی ہے حالانکہ زیادتی کرنے والا فعل اللہ کا ہے تو معلوم ہوا
یہاں فعل کی اسناد غیر ما ھو لہ کی طرف ہے

(2) یذبح ابناءھم
اب اس آیت میں فعل تذبیح کی اسناد فرعون کی طرف
ہے حالانکہ یہ فعل اس کے لشکر نے کیا تھا لہذا یہ مجاز عقلی
ہے کیونکہ اس میں اسناد غیر ما ھو لہ کی طرف ہے

(3) ینزع عنھما لباسھما
اب اس آیت میں انتزاع فعل کی اسناد ابلیس کی طرف
کی ہے حالانکہ یہ فعل حقیقتاً اللہ عزوجل کا ہے کیونکہ انتزاع
کا سبب درخت سے کھانا ہے اور اکل کا سبب شیطان کے وسوسے
اور اسکی جھوٹی قسمیں کھانا ہے

(4) یوما یجعل الولدان شیبا۔ اس آیت میں فعل کی اسناد
زمانے کی طرف کی ہے حالانکہ یہ فعل حقیقتاً اللہ عزوجل کا ہے
اور یہ اس دن کی شدت اور کثرت ھموم سے کنایہ ہے
یا پھر اس دن کے لمبے ہونے سے کنایہ ہے کہ وہ دن اتنا لمبا ہوگا
کہ بچے بوڑھے ہو جائیں گے

(۵) واخرجت الارض اثقالها
اس آیت میں اخراج کی اسناد مکان کی طرف کی گئی ہے
حالانکہ یہ فعل حقیقتاً اللہ عزوجل کا ہے
وھو غیر مختص بالخبر
اس سے مصنف ایک وہم کا ازالہ کر رہے ہیں؟

وہم

وہم اس سے پیدا ہوتا ہے کہ مجاز وہ ہے جس میں غیر ما ھولہ کی
طرف اسناد ہو اسناد کرنا یہ خبر ہے اور مجاز کی بحث کو
اسناد خبری کے احوال میں بیان کیا جس سے یہ سمجھ آتا ہے
کہ مجاز خبریہ میں ہوتا ہے انشاء وغیرہ میں نہیں ہوتا

جواب

شارح نے کہا مجاز عقلی انشاء میں بھی جاری ہوتی ہے
جیسے یا ھامان ابن لی اور فلا یخرجنکما من الجنۃ اب
ان امثلہ میں یا ھامان یہ ندا ہے اور فلا یخرجنکما
یہ نہی ہے اور یہ دونوں انشاء کی اقسام ہیں
یاھامان ابن لی میں عملی کے فعل کی اسناد ھامان کی طرف
کی ہے حالانکہ آپ سبب امر ہیں اسی طرح اخراج اللہ
کا فعل ہے اور ابلیس سبب ہے اسی طرح انشاء کی ان امثلہ میں
مجاز عقلی ہے ملیبت الربیع ماشاء والیصم نھارک اجر النھر
ولا تقطع امر فلان لیت النھر جار اصلوتک تامرک

مجاز عقلی کے لیے قرینہ کا ہونا ضروری ہے

مجاز عقلی کے لیے قرینہ کا ہونا ضروری ہے برابر ہے کہ وہ
قرینہ لفظیہ ہو یا معنویہ ہو لفظیہ کی مثال ابوالنجم کا قول
افناہ قیل اللہ اس میں قیل اللہ کو لفظاً ذکر کیا جو اس بات
پر دلالت کرتا ہے کہ شاعر مسلم ہے اور قرینہ معنویہ یا تو
عقلاً ہوگا یا عادۃً ہوگا عقلاً کا مطلب یہ ہے کہ عقل
اس بات کو سمجھے یہاں اسناد فاعل حقیقی کی طرف
نہیں بلکہ فاعل مجازی کی طرف اسناد ہے جیسے
محبتك جاءت بی الیك تری محبت مجھے تیرے
پاس لے آئی اب اس میں عقل اس بات کو محال سمجھتی
ہے کہ محبت نہیں لے آئی بلکہ محبت لے آنے کا سبب
ہے اور عادتہ سے مراد یہ ہے کہ عادت سے سمجھا جائے
کہ یہاں اسناد فاعل مجازی کی طرف ہے نہ کہ فاعل حقیقی
کی طرف ہے جیسے ھزم الامیر الجند امیر نے لشکر کو
شکست دی اب عادتہ یہ بات محال ہے کہ
امیر لشکر کو شکست دے بلکہ امیر کے ماتحت لوگوں
نے لشکر کو شکست دی ہے نہ

مجاز عقلی کی تقسیم صادر کرنے والے کے اعتبار سے

اگر ایسا کلام جس میں اسناد غیر ما ھو لہ کی طرف ہو
اور یہ کلام موحد محقق سے صادر ہو تو یہ مجاز ہوگا کیونکہ
موحد محقق کا اس بات کا اعتقاد نہیں کہ اسناد
اس میں حقیقتاً انکی طرف ہے بلکہ اسکا اعتقاد یہ
ہے کہ اس میں اسناد غیر ما ھو لہ کی طرف ہے اور
یہ سبب ہے جیسے اشاب الصغیر انبت الربیع البقل
اب ان امثلہ کو موحد محقق کہے تو یہ مجاز ہوگی
اور اگر ایسا کلام ہو جس میں اسناد غیر ما ھو لہ
کی طرف ہو اور یہ کلام دہری سے صادر ہو تو یہ
حقیقت ہوگی کیونکہ اسکا اعتقاد یہی ہے کہ
اس کو ربیع نے اگایا اور رات کے گزرنے سے یہ بوڑھا
ہوا لہذا مجاز عقلی میں کلام کو صادر کرنے والے
کا اعتبار کیا جائے گا

مجاز عقلی میں حقیقت کی معرفت۔

مجاز عقلی میں حقیقت کی معرفت ظاہر ہوگی یا
خفیہ ہوگی ظاہر کی مثال فما ربحت تجارتہم اسکی اصل یہ
فما ربحوا فی تجارتہم یعنی ہر فرد یہ شعور سمجھ سکتا ہے
کہ تجارت نفع نہیں دیتی بلکہ نفع تجارت کرنے
والے کو ہوتا ہے خفیہ کی مثال سرتنی رؤیتک۔

اے اسرنی اللہ عند رؤیتک ۔ تیرے دیدار نے مجھے خوش
کر دیا یعنی اللہ عزوجل نے تیرے دیدار کے وقت مجھے
خوش کر دیا اس میں غور و فکر کرنے سے پتہ چلا کہ اس
کا فاعل حقیقی اللہ عزوجل ہے

دوسری مثال ۔ یزیدک وجہہ حسنا ۔ اذا ما زدتہ نظرا
ای یزیدک اللہ حسنا فی وجہہ ۔ اس کے چہرے نے مجھے
تیری خوبصورتی میں زیادتی کر دی جب تو نے اس کو
نظر سے زیادہ دیکھا ہے یعنی اللہ عزوجل نے اس کے
چہرے کی وجہ سے تیرے حسن میں زیادتی کی اس مثال
میں بھی حقیقت کی معرفت مخفی ہے

تیسری مثال ۔ اقدمنی بلدک حق لی علی فلان
مجھے تیرے شہر میں وہ حق لے آیا جو فلاں پر ہے
اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے میرا دل اس حق کی وجہ سے
تیرے شہر میں لے آیا جو فلاں پر ہے

چوتھی مثال ۔ محبتک جاءت بی الیک ۔ اس کا مطلب
یہ ہے کہ میرا دل تیری محبت کی وجہ سے مجھے تیرے پاس لے آیا

پانچویں مثال ۔ صیرتنی [illegible] النیل
مجھے تیری خواہش نے اس حال میں کر دیا کہ میں جب تک
زندہ رہوں گا میری مثالیں دی جائیں گی یعنی تیری خواہش
کے سبب اللہ عزوجل نے مجھے اس حالت پر کر دیا کہ میری مثالیں دی
جائیں
ان تمام امثلہ میں حقیقت کی معرفت میں توقف ہے جو بعض لوگوں کو [illegible]

شیخ عبد القاہر پر تعریف۔

مذکورہ امثلہ شیخ عبد القاہر پر تعریف ہیں وہ کہتے ہیں کہ مجاز عقلی میں ضروری نہیں کہ اس کے لیے خارج میں فاعل حقیقی پایا جائے جب اسے اسکی طرف نقل کریں تو یہ حقیقت بن جائے جیسے فسارنجت تجارتھم اس میں فاعل حقیقی نہیں اسی طرح اقدمنی بلدک حق لی علی فلان اس میں بھی حق کے علاوہ کوئی فاعل حقیقی نہیں اسی طرح صیرنی ہواک وبزید یک ان امثلہ میں بھی فاعل حقیقی نہیں ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ مجاز کے لیے خارج میں فاعل حقیقی کا پایا جانا ضروری نہیں ہے

عبد القاہر پر اعتراض۔

اعتراض۔

عبد القاہر نے کہا مجاز عقلی میں فاعل حقیقی کا ہونا ضروری نہیں تو ان پر یہ اعتراض ہوا کہ جب ایسا ہو تو ہمیں صدق و کذب حقیقت و مجاز کا کیسے علم ہوگا؟

جواب۔

اس وقت اعتبار اس کا ہوگا وہ معنی جس کی طرف فعل کلام میں لا جمع ہو رہا ہے وہ معنی حقیقتاً بھی موجود ہو تو یہ حقیقت ہوگا اور اگر وہ معنی حقیقتاً موجود نہ ہو تو یہ مجاز ہوگا

امام رازی کا عبدالقاہر پر اعتراض

اعتراضات

امام رازی فرماتے ہیں جو عبدالقاہر نے کہا ہے اس میں نظر ہے کیونکہ فعل کا بغیر فاعل کے ہونا ممتنع ہے اگر فعل کی فاعل کی طرف اضافت ہو تو حقیقت اور اگر فعل کی اضافت فاعل حقیقی کی طرف نہ ہو تو مجاز ہوگا

مجازِ عقلی کے بارے میں علامہ سکاکی کا موقف

علامہ سکاکی نے مجازِ عقلی کا انکار کیا ہے اور جو امثلہ ذکر کی گئی ہیں وہ ان امثلہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ امثلہ استعارہ بالکنایہ کی مثالیں ہیں

علامہ سکاکی کے نزدیک استعارہ بالکنایہ کی تعریف

مشبہ کو ذکر کرنا اور مشبہ بہ مراد لینا قرینہ کے واسطے سے

قرینہ کی تعریف

مشبہ بہ کے لوازمات میں سے کسی شے کو مشبہ کی طرف منسوب کرنا جیسے موت کو درندے کے ساتھ تشبیہ دینا پھر موت کو علیحدہ ذکر کرنا اور اسکی طرف درندے کے لوازمات میں سے کسی کو اس کی طرف منسوب کرنا جیسے ھو انشب المنیۃ انشبت موت کے پنجے گڑ گئے اسی طرح انبت الربیع البقل میں ربیع مشبہ ہے اور قادر مطلق مشبہ بہ مشبہ بہ کے لازم انبات کو ذکر کیا اور مراد مشبہ بہ ہے یعنی قادر مطلق اسی طرح شفی الطبیب المریض ھزم الامیر الجند میں استعارہ بالکنایہ ہے

علامہ سرکی پر اعتراض۔

اعتراض۔

علامہ سرکی نے جو کہا ہے اس میں نظر ہے کیونکہ اس سے یہ لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان فی عیشۃ راضیۃ میں عیشۃ سے مراد صاحب عیشہ ہے اور ہمارے قول صوفی صاحب عیشۃ کا کوئی معنی نہیں ہوگا کیونکہ اس سے ظرفیت الشئ الی نفسہ لازم آتا ہے کہ صاحب صاحب عیشہ میں ہے اسی طرح یہ لازم آئے گا کہ یہ فاعل مجازی کی اضافت فاعل حقیقی کی طرف کرنا درست نہیں جیسے نہارہ صائم

اضافت الشئ الی نفسہ کے باطل ہونے کی وجہ سے جو علامہ سرکی کے کلام سے اضافت الشئ الی نفسہ لازم آتی ہے کیونکہ اسوقت نہارہ سے مراد اسکی ذات ہوگی اور صائم سے بھی اسکی ذات مراد ہے تو یہ اضافت الشئ الی نفسہ ہوگا حالانکہ اس قسم کی اضافت کی درستگی میں شک نہیں اور اس قسم کی اضافت قرآن پاک میں بھی آئی ہے جیسے فما ربحت تجارتھم کیونکہ لفظ فاعل مجازی ہے اور تجارت حقیقی اور یہاں فاعل مجازی کی اضافت فاعل حقیقی کی طرف ہے۔

ماتن کے مثال فرمانے پر اعتراض

اعتراض۔

ماتن اگر نظارہ ملائم کی جگہ فما ربحت تجارتھم کہتے
یا پھر شاعر فصیح کا شعر کہتے جیسے فنام لیلی و تجلی ھمی
کو پیر زور پکڑ کو دور کرنا ہوتا کیونکہ نظارہ ملائم میں مناقشہ
ہے وہ اس طرح کہ استعارہ ملائم کی مستتر ضمیر میں پہلے
مذکور نظارہ میں اب یہ استخدام کی طرح ہو جائے گا
استخدام اسے کہتے ہیں ایک لفظ ہو ایک جگہ پر اس کا
ایک معنی مراد ہو اور دوسری جگہ پر اس لفظ سے دوسرا معنی
مراد ہے لہذا نظارہ ملائم میں اضافت الشئی الی نفسہ
لازم نہیں آئے گی کیونکہ نظارہ سے اور مراد ہے اور ملائم سے
ایک اور ذات مراد ہے

جواب

۱۰۔ محصلین کی عادت ہے جب مقصود حاصل ہو جائے
تو وہ عبادت میں قیل و قال نہیں کرتے

یا ھامان ابن لی صرحًا میں استعارہ بالکنایہ مراد لینے سے آنے والی خرابی کا بیان۔

اگر اس مثال میں استعارہ بالکنایہ ہو تو لازم آئے گا کہ امر بالبناء
ھامان کو نہ ہو کیونکہ اس وقت مراد امر بالبناء سے عملہ ہوگا
حالانکہ اس طرح نہیں کیونکہ نداء و خطاب ھامان کو ہے

انبت الربیع البقل میں استعارہ بالکنایہ لینے سے آنے والی خرابی کا بیان۔

اگر انبت الربیع البقل میں استعارہ بالکنایہ مراد لیں تو لازم آئے گا کہ ربیع سمع من الشارع پر موقوف ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء توقیفیہ ہیں نیز اللہ تعالیٰ پر کسی ایسے اسم کا اطلاق کرنا حقیقتاً یا مجازاً درست نہیں جو شارع سے نہ سنا گیا ہو اور ربیع شارع سے مسموع نہیں حالانکہ اس طرح کی امثلہ شائع و ذائع ہیں

ان امثلہ پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات

یہ تمام لوازمات اس وقت لازم آتے ہیں جب ان امثلہ کو استعارہ بالکنایہ سے شمار کریں جب ان امثلہ کو استعارہ بالکنایہ سے شمار کرنا منتفی ہے تو جب لازم منتفی ہے تو ملزوم بھی منتفی ہو جائے گا

جواب ثانی۔

ان اعتراضات کی بنا اس پر ہے کہ علامہ سکاکی کا استعارہ بالکنایہ میں مذہب یہ ہے کہ مشبہ ذکر کیا جائے اور مراد مشبہ بہ حقیقتاً ہو حالانکہ یہ علامہ سکاکی کا مذہب ہی نہیں ہمارے قول میں مخالب المنیۃ انشبت میں سبع حقیقتاً مراد نہیں بلکہ موت مراد ہے لیکن ادعاً سبع مراد ہے اور لفظ منیہ لفظ سبع کے ادعاً مرادف ہے

اور آپ نے یہ کہہ دیا مخالب المنیۃ نشبت میں منیۃ
سے سبع حقیقتاً مراد ہے حالانکہ علامہ سکاکی نے تحقیق
میں یہ دعوی کیا ہے کہ منیۃ سبع سے مراد فاسد ہے تاویل
کو اختیار کرتے ہوئے وہ تاویل یہ ہے کہ منیہ جنس سباع
میں داخل ہے تشبیہ میں مبالغہ کی وجہ سے اور یہ بھی کہا
بالمنیہ السبع سے مراد سبع ہے ادعاءً مراد ہو اور غیر سبع کا انکار ہو
اور فی عیشۃ راضیۃ میں عیشہ سے حقیقتاً تو سکاکی صاحب مراد ہو
اور عیشہ کے لیے صاحبیت ادعاءً مراد ہو اسی طرح نہارہ صائم
میں نہار سے صائم مراد ہو اور نہار کے لیے صائمیت ادعاءً مراد ہو
نہ کہ حقیقتاً جس سے معنی باطل نہیں ہو گا اور اضافت باطل نہیں ہوگی
اسی طرح یا ہامان ابن صرحا میں بالبناء ہامان کو ہو
جیسا کہ نہرا اس کو ہے تکلف ادعاءً امر عملہ کو ہو اسی طرح
ربیع اللہ تعالی پر حقیقتاً نہیں بولا جاتا جس سے یہ لازم
آئے کہ ربیع کا توقیفیہ ہونا ضروری ہے تکلف ادعاءً
اس سے قادر مطلق مراد ہے لہذا علامہ سکاکی کے
استعارہ بالکنایہ مراد لینے میں کوئی اعتراض لازم نہیں
آئے گا

اعتراض۔

علامہ سکاکی نے جو کہا ہے کہ مذکورہ امثلہ میں استعارہ بالکنایہ ہے تو ان کے یہ کہنے سے یہ مثالیں نطارہ صائم و لیلہ قائم ان کی مثل نکل جائیں گی کیونکہ ان امثلہ میں تشبیہ کی دونوں طرفین مذکور ہیں اور جس میں تشبیہ کی دونوں طرفین مذکور ہو وہ تشبیہ ہوتی ہے نہ کہ استعارہ بالکنایہ جیسا کہ علامہ سکاکی اسکی صراحت اپنی کتاب میں بھی کی ہے فرمایا مایت لقاان اسگا لقینی منہ اسد یہ امثلہ تشبیہ کی قبیل سے ہیں اور ان میں طرفین مذکور ہیں لہذا ان امثلہ کو استعارہ بالکنایہ میں شمار کرنا فاسد و باطل ہے؟

جواب۔

ہم اس بات کو تسلیم ہی نہیں کرتے کہ طرفین کا مطلق ذکر کرنا استعارہ کے منافی ہے بلکہ جب طرفین کو ایسی وجہ پر ذکر کیا جائے جو تشبیہ کی خبر دے برابر ہے کہ وہ حمل کی جہت سے ہو یا نہ ہو حمل کی مثال زید اسد بغیر حمل کی مثال لجین الماء جب طرفین کا ذکر اس جہت پر ہو تو یہ استعارہ بالکنایہ کے منافی ہے مطلق طرفین کا ذکر استعارہ بالکنایہ کے منافی نہیں اس پر دلیل شاعر فصیحہ کا شعر ہے۔ قد زرّ ازرارہ علی القمر چاند کی روشنی بطرز کی دو جہ سے اسکی قمیص بوسیدہ ہو گئی ابا اس شعر میں طرفین مذکور ہیں حالانکہ یہ استعارہ بالکنایہ کی قبیل سے ہے

اور یہ اشکال نہارہ صائم و لیلہ قائم ان میں سے
پہلی مثال میں مشبہ بہ شخص صائم مطلقاً اور ضمیر شخص
معین کی طرف لوٹ رہی ہے برابر ہے کہ وہ صائم ہو یا نہ ہو
اب اس مثال میں طرفین کا مذکور ہونا اس جہت پر
نہیں جو استعارہ بالکنایہ کے منافی ہو لہٰذا ثابت ہوا
مذکورہ امثلہ میں استعارہ بالکنایہ ہے

ان بعض لوگوں کا بیان جو علامہ سکاکی کی مراد پر واقف نہیں ہو سکے؟

جو لوگ علامہ سکاکی کی مراد پر واقف نہیں ہوئے انہوں نے پہلی دو مثالوں
کا جواب دیا کہ فی عیشۃ راضیۃ میں استعارہ راضیۃ کی ضمیر
میں ہے ذکر عیشہ میں تو اب معنی ہوگا وہ اچھی زندگی میں ہے
اس اچھی زندگی کی مثل جس سے اس کا صاحب راضی ہو
اور نہارہ صائم میں نہار سے مراد صائم مطلق ہے تو یہ
اضافت العام الی الخاص کی قبیل سے ہوگا نہ کہ اضافۃ الشئ
الی نفسہ کی قبیل سے ہوگا اور اضافت العام الی الخاص جائز ہے

علامہ تفتازانی کا ان لوگوں کو جواب۔

علامہ تفتازانی فرماتے ہیں اگر ہم تسلیم کر بھی لیں جو ان
لوگوں نے کہا ہے تو یہ اضافت المسمی الی الاسم کی قبیل سے
ہوگا اور نیز جو ان لوگوں نے قیل و قال کیا یہ تکلفات بعیدہ
پر مشتمل ہے اور کلام فصیح کو کلام عامی کی طرف منتقل
منتقل کرنا ہے

تیسری مثال میں لوگوں کا جواب

لوگوں نے کہا یا ھامان ابن لی میں امر بالبناء ھامان کے لیے مجاز ہے اور ھامان کے علاوہ کو حقیقتاً ہے

علامہ تفتازانی کا ان کو جواب

ان پر معاملہ مخفی ہے کہ جب لفظ ھامان سے مراد بانی ہو حقیقتاً جیسا کہ انہوں نے سمجھا ہے تو امر ھامان کو نہ حقیقتاً ہوگا نہ ہی مجازاً کیا تو نہیں دیکھتا کہ جب تو کہے امام یا امیر تو امر جیسوں ان مفترضین کو نہ حقیقتاً ہے نہ مجازاً قطعی طور پر بلکہ امر جل تنبیہ کو پہنچتا ہے اسی طرح یا ھامان ابن لی میں امر عملے کو ہے نہ کہ ھامان کو

چوتھی مثال میں لوگوں کا جواب

لوگوں نے کہا انبت الربیع البقل میں ربیع کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر کرنا استعارہ بالکنایہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء کا توقیفی ہونا علامہ سکاکی کا مذہب نہیں جب ان کا مذہب نہیں تو ان پر اعتراض بھی نہیں کر سکتے

علامہ تفتازانی کا ان کو جواب

علامہ تفتازانی فرماتے ہیں جواب دینے والے نے جانا ہی نہیں کیونکہ اگر مذہب توقیفی درست ہو تو قائلین کے نزدیک اس جیسی امثلہ کا صحیح ہونا موقوف ہوگا درست ہوگا حالانکہ ایسا درست نہیں کیونکہ یہ شئ لغوی و رواج ہوا ہے

الباب الثانی احوال المسند الیہ

احوال کی تعریف

وہ امور جو مسند الیہ کو مسند الیہ ہونے کی وجہ سے عارض ہوں جیسے مسند الیہ کا حذف کرنا ذکر یا مقدم لانا نکرہ لانا وغیرہ ان کے علاوہ وہ اعتبارات جو مسند الیہ کو اس کی ذات کی وجہ سے لازم ہوتے ہیں نہ کہ حکم کے واسطے سے اور نہ ہی مسند کے واسطے سے مثال کے طور پر مسند الیہ ہو حکم مؤکد کی وجہ سے یا تاکید کے ترک کی وجہ سے اور مسند الیہ ہے مسند کے مقدم ہونے کی وجہ سے مؤخر ہونے کی وجہ سے معرفہ ہونے کی وجہ سے نکرہ ہونے کی وجہ سے۔

اما حذفہ۔

اعتراض۔

مسند الیہ کے احوال میں سے حذف کو باقی تمام احوال پر مقدم کیوں کیا؟

جواب۔

کیونکہ حذف عدم اتیان سے ماخوذ ہے اور عدم موجود پر مقدم ہوتا ہے

احتیاج حذف۔

حذف دو امروں کی طرف محتاج ہوتا ہے (۱) مقام حذف کو قبول کرے اور وہ یہ ہے کہ سامع قرائن کے وجود کی وجہ سے جانتا ہو کہ یہاں مسند الیہ حذف ہے

(۲) امر موجب حذف کے ذکر پر راجح ہونے کا دعوی کرے جب پہلے امر کی وضاحت علم نحو سے گزر گئی ہے ماتن دوسرے امر کی وضاحت کریں گے اس کے ضمن میں پہلے امر کی بات سمجھ میں آ جائے گی

Scanned by CamScanner

مسند الیہ کے حذف ہونے کی صورتیں۔

(۱) عبث سے احتراز کرتے ہوئے مسند الیہ کو حذف کرتے ہیں | کیونکہ زید علیل

اعتراض۔

آپ نے کہا مسند الیہ کو عبث سے احتراز کرتے ہوئے حذف کرتے ہیں مسند الیہ کلام میں رکن اعظم کی حیثیت رکھتا ہے مسند الیہ نہ ہو تو کلام تام نہیں ہوتا تو پھر آپ نے کیسے کہہ دیا عبث سے بچنے کیلئے مسند الیہ کو حذف کرتے ہیں؟

جواب۔

مسند الیہ کا ذکر عبث ہوتا ہے اسکی بنا حقیقت پر نہیں ہے اور نہ ہی نفس الامر میں ایسا ہے کہ مسند الیہ کا ذکر عبث ہے بلکہ اسکی بنا ظاہر پر ہے یا ظاہر القرینہ پر ہے قرینہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مسند الیہ کا ذکر کرنا یہاں عبث ہے لہذا اعتراض لازم نہیں آئے گا

(۲) عقلی اور لفظی دلیلوں میں سے اقوی دلیل کا خیال کرتے ہوئے مسند الیہ کو حذف کرتے ہیں جیسے کوئی کہے کیف زید تو کہے علیل

نوٹ۔

ذکر کے وقت اعتماد لفظ کی دلالت پر ہوتا ہے لہذا اس وقت دلیل لفظی اقوی ہوگی اور حذف کے وقت اعتماد عقل کی دلالت پر ہوتا ہے لہذا اس وقت دلیل عقلی اقوی ہوگی کیونکہ دلیل عقلی مستقل بالدلالۃ ہوتی ہے بخلاف حرف کے ... عقل کی طرف محتاج ہوتا ہے

Scanned by CamScanner

حاکر

انما قال تخییل۔

اعتراض۔

آپ نے کہا حذف کے وقت دلیل عقلی اقوی ہے اور ذکر کے وقت دلیل لفظی اقوی ہوتی ہے تو حذف کے وقت بھی تو مسند الیہ کے حذف پر دلالت کرنے والا قرائن کے ساتھ لفظی ہی ہوتے ہیں تو حذف کے وقت دلیل عقلی کیسے اقوی ہوگی اسی طرح ذکر کے وقت لفظ عقل کا محتاج ہوتا ہے تو پھر دلیل لفظی کیسے اقوی ہوگی؟

جواب

ذکر کے وقت اعتماد کلی بالکلیہ لفظ پر نہیں ہوتا اسی طرح حذف کے وقت اعتماد بالکلیہ عقل پر نہیں ہوتا لہذا آپ نے جو اعتراض کیا وہ رفع ہوا

(۲) سامع کے قرینہ کے وقت سامع کے متنبہ ہونے کا امتحان لینے کے لیے مسند الیہ کو حذف کرتے ہیں کہ سامع متنبہ ہے یا نہیں

(۳) سامع کے متنبہ ہونے کی مقدار کا امتحان لینے کیلئے مسند الیہ کو حذف کرتے ہیں کہ سامع قرائن خفیہ کے ساتھ متنبہ ہے یا نہیں

(۴) اپنی زبان سے مسند الیہ کی حفاظت کا وہم کرتے ہوئے مسند الیہ کو حذف کرتے ہیں اسکی تعظیم و عظمت کے لیے

(۵) اپنی زبان کی حفاظت کے لیے مسند الیہ کو حذف کرتے ہیں اسکی تحقیر و تذلیل کے لیے

7۔ انکار لانے کے لیے مسند الیہ کو حذف کرتے ہیں تاکہ حاجت کے وقت انکار کرنا آسان ہو۔ جیسے تو کہے فاسق فاجر ای زید جب پھر تجھے کہا جائے تو نے کیوں زید کو فاسق و فاجر کہا تو تو کہے میں نے زید کے علاوہ کا قصد کیا ہے

8۔ مسند الیہ کو معین کرنے کے لیے مسند الیہ کو حذف کرتے ہیں

9۔ مسند الیہ کی تعیین کا دعوی کرنے کے لیے مسند الیہ کو حذف کرتے ہیں

10۔ مقام کے تنگ ہونے کی وجہ سے مسند الیہ کو حذف کرتے ہیں تنگ دل اور ملامت کے سبب کلام کے طویل ہونے سے

11۔ فرصت کے فوت ہونے کی وجہ سے مسند الیہ کو حذف کرتے ہیں

12۔ وزن کی محافظت کرنے کی وجہ سے مسند الیہ کو حذف کرتے ہیں

13۔ سجع کی رعایت کرتے ہوئے مسند الیہ کو حذف کرتے ہیں

14۔ قافیہ کی رعایت کرتے ہوئے مسند الیہ کو حذف کرتے ہیں

15۔ حاضرین میں سے مخاطبین کے علاوہ سے معاملہ چھپانے کے لیے مسند الیہ کو حذف کرتے ہیں۔ جیسے جاء

16۔ اس استعمال کی اتباع کرتے ہوئے مسند الیہ کو حذف کرتے ہیں جو کسی مسند الیہ کے ترک کے بارے وارد ہو جیسے رمیۃ من غیر رام۔ و شنشنۃ اعرفہا من اخزم

17۔ اس استعمال کے جو زیادہ تر ہوں ورنہ لا ہی مسند الیہ کو حذف کرتے ہیں جیسے مخصوص بالمدح مخصوص بالذم یا ترحم کی وجہ سے ان کو رفع دیتے ہیں تو وہاں [illegible] مسند الیہ کو حذف کرتے ہیں جیسے الحمد للہ اہل الحمد

بیان ہو حذف [illegible]